Digitized by Khilafat Library Rabwah

Regd. L. No. 2595 رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Regd. L. No. 2595 | ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کی اہم فرائض کو بجا لانیوالا واحد اخبار | رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

یهدی الله لنوره من یشاء

نور

ہر ماہ کی ۳/۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا

(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔

(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔

(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم بنانا۔

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ ؍

〃 ششماہی 〃 ۱/۱۲ ؍

〃 سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ ؍

〃 〃 امراء ۵ ؍

〃 〃 ممالک غیر سے صرف ۸ شلنگ

نمبر ۲۳ | اخبار نور قادیان مؤرخہ ۳ جولائی ۱۹۳۵ء مطابق یکم ربیع الآخر ۱۳۵۴ھ | جلد ۲۴

ایک معزز سکھ سردار کی طرف سے جماعت احمدیہ کا شکریہ

اللہ تعالیٰ خوش رکھے جناب بابو عبد الکریم خاں صاحب سب پوسٹ ماسٹر گیس کو جن کے دل میں تبلیغ اسلام کا ایک خاص جوش ہے۔ پچھلے دنوں آپ نے سردار رنجودھ سنگھ صاحب کو بی آئی۔ اے۔ ایس۔ سی کو قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا تحفہ دیا۔ سردار صاحب موصوف نے اس کے متعلق جو بابو صاحب موصوف کو شکریہ کا خط لکھا اس کا اقتباس درج ذیل ہے:۔ اس خط کے مطالعہ سے دوست اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ فرقان کریم کا گورمکھی ترجمہ خدا کے کرم سے سکھ دوستوں پر کیسا عمدہ اثر ڈال رہا ہے۔

"جناب من۔ تسلیم۔

آپ کا ارسال کردہ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ مجھے مل گیا۔ بندہ آپ کا تہ دل سے ممنون ہے۔ نہ صرف آپ کا بلکہ جملہ جماعت احمدیہ کا کہ جنہوں نے بڑی بھاری تکلیف اٹھا کر سب گورمکھی پڑھے ہوؤں پر بڑا بھاری احسان فرمایا۔ قرآن شریف کے گورمکھی ایڈیشن کو دیکھکر میرا دل باغ باغ ہو گیا۔ تھوڑے سے مطالعہ سے ہی عیاں ہو گیا کہ ایڈیٹر صاحب اخبار نور نے بڑی محنت اور شفقت سے بالکل آسان اور نہایت عمدہ طریقہ سے یہ ترجمہ کیا ہے جس کی تعریف میری قلم سے باہر ہے۔ پرماتما ایڈیٹر صاحب نور اور سب بھائیوں کو اس محنت کا بہترین پھل بخشے۔ اور ساتھ ہی ایسی بے ضرر اور نتیجہ خیز مذہبی تبلیغ کا اس سے بھی زیادہ شوق دے"

سردار صاحب موصوف کا یہ تبصرہ کسی تشریح کا محتاج نہیں، خداوند تعالیٰ نے فرقان کریم کے گورمکھی ترجمہ کو جو شرف قبولیت بخشا اس کیلئے میں اللہ کریم کا جسقدر بھی شکریہ ادا کروں کم ہے، یقیناً دوست یہ سنکر خوش ہوں گے کہ قرآن کریم کا ہندی ترجمہ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت بھی زیر طبع ہے۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان ہر دو کتب کو جن کی فی زمانا اشد ضرورت ہے۔ شرف قبولیت بخشے۔ قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ پر گھر کی لاگت قریباً پانچ روپے، مگر محض تبلیغ کی غرض سے ہدیہ صرف دو روپے (عـؔـہ) محصول ڈاک ۱۴ ار۔ تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں، جلدی منگوائیے ورنہ پھر یہ نادر موقعہ میسر نہیں آسکے گا۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر اخبار نور، قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حیدر پرنٹر چھپا اور سردار محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر چہ بادا باد ما کشتی بدریا انداختیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت پریس میں!

یہ سیرت عالیہ جو ایک سال کی محنت شاقہ کے بعد مکمل ہوئی، اگرچہ اس کی طباعت کے لئے میرے پاس روپیہ نہ تھا مگر اس کی اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے گھر کا زیور فروخت کر کے کاغذ خرید کر طبع کیلئے میں آج مطبع میں بھیج رہا ہوں، اللہ کے کرم سے قوی امید ہے کہ یہ بابرکت کتاب تین ماہ تک پبلک کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگی، فی زمانہ غیر مذاہب میں حضرت رسالتمآب کی ذات گرامی کے متعلق جس قدر غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، وہ اظہر من الشمس ہیں اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ آئے روز غیر مذاہب کی طرف سے آنحضور پُرنورؐ کی شان مبارک میں تحریر اور تقریر سے سوء ادبی سے کام لیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بسا اوقات جدال و قتال تک نوبت پہنچتی ہے اور اس سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات میں غیر معمولی تنفر پھیلتا ہے اور اس بڑھتی ہوئی کشیدگی کو روکنے کے لئے ہی یہ سیرت مقدسہ لکھی گئی ہے، تاکہ اغیار آنحضرت صلعم کے اخلاق کریمانہ اور حضورؐ کی بہترین تعلیم جس نے حیوانوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنا دیا، سے آگاہ ہوسکیں، اس سیرت عالیہ کا حجم قریباً چار سو صفحات ہوگا، گھر کی لاگت ایک ہزار سے کم نہیں آئے گی۔ گورمکھی دان سکھوں اور ہندوؤں میں مفت یا برائے نام قیمت پر تقسیم ہوگی۔ تاکہ اس کی اشاعت وسیع پیمانہ پر ہو سکے، میں ہر ایک ہمدرد اسلام کی توجہ کو خصوصیت سے اس اہم کار خیر کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ کہ آپ صاحبان از راہ ہمدردی اسلام حسب توفیق اس کار خیر میں ضرور حصہ لیں۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر ضرور خوبی رکھتی ہے مگر موجودہ زمانہ میں حضور رسالتمآبؐ کے اسوۂ حسنہ سے غیر مذاہب والوں کو آگاہ کرنا یہ سب نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے۔ اللہ کریم آپ صاحبان کو اس کار خیر میں حصہ لینے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

مصائب کی حالت میں استقامت

قیصر جرمنی کے پاکیزہ خیالات

میں ستر برس کا ہوں لیکن جب کبھی میں اپنی پچھلی زندگی پر نظر ڈالتا ہوں میرا دل خوشی سے لبریز ہو جاتا ہے۔ کیونکہ میں صرف اسی فلسفۂ حیات کا قائل اور عامل رہا ہوں جو مذہب نے مجھے سکھایا ہے، میرا عقیدہ ہے کہ دنیا کا بڑے سے بڑا شہنشاہ اور فاقہ مست فقیر، دونوں اللہ کی نظر میں یکساں ہیں۔ اور اس دنیا میں خدا کی مشیت پوری کر رہے ہیں ہم صرف وہی کر سکتے ہیں جو اس ذات برتر کی مشیت نے ہمارے لئے مقرر کیا ہے، ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے خالق کی مشیت کو زیادہ سے زیادہ مستعدی اور جوش دل سے پورا کریں

میرا پختہ ایمان ہے کہ خدا کی مشیت کے بغیر ایک ذرہ بھی نہیں ہل سکتا۔ ہمارا سراسر بھروسہ اور تکیہ اسی ذات برتر پر ہونا چاہئے۔ میرے خیال میں انسانی زندگی کا مقصد اور کمال یہی ہے۔

جرمنی کو شکست کا منہ صرف اس وجہ سے دیکھنا پڑا کہ وہ اپنے تمام کاموں میں خدا کی اطاعت نہیں کرتا تھا، جرمنی نے صرف مشیت پر عمل کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ منہ کے بل گر پڑا۔ خدا کی مشیت یہ ہے کہ انسان بڑے مقصد کے لئے بڑی قربانیاں کرے۔ جرمنی نے قربانی کرنے میں کوتاہی کی اور جنگ کے آخری خطروں کا مقابلہ کرنے سے جی چرایا۔ حالانکہ خطرات کا مقابلہ کرنا ایمان کا لازمی نتیجہ ہے۔

بلاشبہ جرمن قوم نے ابتدا میں حیرت انگیز کارنامے انجام دئے تھے، لیکن آخر میں اس کی ہمت پست ہوگئی۔ حالانکہ اللہ پر کامل ایمان رکھنے والے کی ہمت کسی حال میں بھی پست نہیں ہونی چاہئے۔ ہمارا فرض یہ تھا، کہ آخری سانس تک لڑائی جاری رکھتے، میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ سچا ایمان کیسا ہوتا ہے؟ میں نے ۱۹۱۴ء میں مشرقی میدان جنگ کا معائنہ کیا اور سپہ سالار ہنڈن برگ سے پوچھا تم زیادہ سے زیادہ کیا کر سکتے ہو؟ اس نے جواب دیا "اگر ایک سپاہی کے مقابلہ میں ایک سپاہی ہو تو ہمیں فتح ہوگی اگر ہمارے ایک کے مقابلہ میں دو دشمن ہوئے تو پھر بھی میدان ہمارے ہاتھ رہے گا۔ تین کے مقابلہ میں بھی ہم کامیاب ہوں گے لیکن اگر چار دشمن ہمارے مقابلہ پر آ کھڑے ہوگئے تو ہمیں فتح حاصل کرنے کے لئے مشقت کرنی پڑے گی۔ اگر وہ پانچ ہوگئے تو مشقت اور بھی زیادہ ہو جائے گی۔ لیکن اگر چھ ہوگئے تو ہم جان لڑا دیں گے۔ اور بالآخر فتح حاصل کر کے رہیں گے۔

یہ ہے سچا ایمان۔ واقعہ یہ ہے کہ ہمارے ایک کے مقابلہ میں دشمن کے سپاہی بیس تھے، لیکن مجھے یقین ہے کہ اس پر بھی ہم ضرور فتحیاب ہوتے۔ بشرطیکہ ہمارا ایمان پختہ ہوتا، مگر ہم خدا کو بھول گئے۔ ہم نے آدمیوں کی قوت پر بھروسہ کر لیا۔ ہم نے خدا کا ایمان چھوڑ دیا۔ اور پریزیڈنٹ ولسن کے چودہ اصولوں پر ایمان لے آئے۔ درانحالیکہ یہ اصول ہمیں محض بیوقوف بنانے کیلئے تیار کئے گئے تھے۔

میں کلام الٰہی کی تعظیم کرتے ہوئے بوڑھا ہو چکا ہوں۔ میرا بچپن ہی سے یہ اصول ہے کہ میں اس وقت تک کوئی کام نہیں کرتا جب تک کہ اسے کلام اللہ کی میزان پر پوری طرح تول نہ لوں۔

میرا ایمان ہے کہ میرے ساتھ جو کچھ بھی ہوا، اس سے خدا کی غرض، محض میرا امتحان ہے، ہم اکثر ایمان کی جانچ کیلئے مصیبتوں میں مبتلا کر دئے جاتے ہیں۔ میں نے اپنے خدا کی آزمائش کو پورے سکون، پوری خاموشی اور پوری عاجزی کے ساتھ قبول کر لیا ہے، کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ تخت پر جلوہ افروز ہوں۔ یا یہاں دیہات میں ایک معمولی شہری کی حیثیت سے مقیم رہوں۔ میں دونوں حالتوں میں خدا ہی کی مشیت کا تابع ہوں۔

میں دنیا کی ایک بہت بڑی شاہی پر حکمران تھا اور صرف اس لئے حکمران تھا کہ خدا کی عظمت کا بول بالا ہو، اب بھی میں اسی کی عظمت کیلئے یہاں اس گاؤں میں مقیم ہوں بلاشبہ میرے سر سے تاج شاہی گر گیا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح خدا نے میرے ایمان کی جانچ کرنی چاہی ہے۔ میں انتہائی مسرت کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ اتنی سخت آزمائش پر بھی میرا خدا کی ذات پر ایمان قائم ہے اور میرے دل کی چٹان میں ذرا جنبش پیدا نہیں ہوئی۔ ممکن ہے

(بقیہ بر صفحہ ۱۲ کالم ۲ ملاحظہ ہو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برباد کوئٹہ

جس کی چمک تھی چند گھڑی وہ شرر ہوئیں ✿ پامال سا نشان سر رہگذر ہوں میں

۳۱ مئی کی رات ایک خونی رات تھی جس نے کوئٹہ جیسے خوبصورت اور بانکے شہر کو نیست و نابود کر دیا جس کا مجھے خصوصیت سے رنج ہے کیونکہ میں نے اپنی اوائل عمر کا کچھ حصہ وہاں گذارا تھا ؎

ہمیں یہ سرزمین اُف کیا کہیں کسقدر پیاری تھی
جوانی ہم نے اس گلپوش وادی میں گذاری تھی

ہزاروں سہاگنوں کے سہاگ لٹ گئے۔ ہزاروں یتیم ہو گئے، اور ہزاروں ہی موت کی نیند ہمیشہ کے لئے سو گئے۔ اس وقت کوئٹہ کھنڈرات کا ڈھیر ہے۔ اور جہاں ہر وقت گہما گہمی اور چہل پہل تھی، وہاں اب ہو کا عالم طاری ہے ؎

کل تلک تھا جس مکاں پر شمع رویوں کا ہجوم
چھانتے تھے اب وہاں پر خاک پروانہ کی ہم

اس مصیبت کا اثر نہ صرف کوئٹہ تک ہی محدود ہے بلکہ ایک وسیع علاقہ میں بڑے بڑے شہر اور دیہات آج مٹی کے ڈھیر ہیں۔ جن کے نیچے ان کے مکینوں کی لاشیں معہ اپنے بال بچوں اور کمائی کے پڑی ہیں۔ اور ان کو باہر نکالنے کی طاقت حکومت کے وسیع ذرائع سے بھی باہر ہے۔ خود کوئٹہ کی چالیس ہزار آبادی میں سے تیس ہزار ہمیشہ کیلئے سو گئے باقی دس ہزار میں سے چھ سات ہزار ہسپتالوں میں پڑے کراہ رہے ہیں۔ اور باقی تین چار ہزار جو بچے ہیں۔ وہ روٹی کے لئے محتاج ہی نہیں بلکہ بالکل حواس باختہ ہو رہے ہیں۔ اور قدرت نے یہ سب کھیل صرف چند منٹوں نہیں نہیں بلکہ چند سیکنڈوں میں کر دیا۔ جو لوگ اتفاق حسنہ سے کھیتوں میں سوئے ہوئے تھے وہ بتلاتے ہیں کہ زلزلہ کا دھماکا اسقدر سخت تھا کہ وہ زمین سے پانچ پانچ فٹ تک اچھل گئے، اور یہ قیامت رات کے ۳ بجے آئی۔ جبکہ لوگ اپنے گھروں کے دروازے بند کر کے گہری نیند سوئے ہوئے تھے، اور رات بھی اندھیری تھی۔ اور اس زلزلہ نے کوئٹہ کے شاندار شہر کو اس طرح بلویا جس طرح بلونی سے کوئی دہی کو بلوتا ہے، اور اس طرح جھنجوڑا جس طرح شیر بکری کو جھنجوڑتا ہے۔ اور اس خونی رات کو خدا کا وہ غضب اور قہر نازل ہوا۔ کہ جسکو سنکر ہی سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ اس قہر الٰہی اور غضب خدائی نے مخلوق کو کن کن مصائب میں مبتلا کیا، اس کے تصور سے ہی انسان حواس باختہ ہو جاتا ہے، کئی خاندان کے خاندان تباہ ہو گئے، اور جو رات کو کروڑوں پتی تھا وہ صبح کو تن ڈھانپنے کیلئے ایک گز کپڑا اور پیٹ کیلئے ایک ٹکڑا روٹی کے واسطے بھی محتاج تھا۔ قلات کے فنانس منسٹر اور لکھ پتی خان بہادر گل محمد جو زلزلہ کی مصیبت میں پھنس گئے تھے، پرانے کپڑوں میں جیکب آباد ریلوے سٹیشن پر دیکھے گئے، کراچی کے ایک مسلمان لیڈر نے ان کے متعلق مندرجہ ذیل دردناک کہانی بیان کی ہے۔ قلات کے خان بہادر گل محمد کوئٹہ میں تھے، جہاں ان کا تمام خاندان اور نوکر ہلاک ہو گئے آپ بڑی مشکل سے موت کے منہ سے بچے، جیکب آباد تک آپ کسی نہ کسی طرح مفت پہنچ گئے۔ ریلوے سٹیشن پر مسلمان والنٹیرز کا ایک جتھا پناہ گزینوں کو شربت اور چنے تقسیم کر رہا تھا، خان بہادر گل محمد نے بھی جو ایک دو دن سے بھوکے تھے، اپنا ہاتھ پھیلایا۔ کچھ چنے لینے کے بعد آپ اچانک زار زار رونے لگے، خان بہادر کی اس دردناک حالت سے بہت سے والنٹیر وہاں جمع ہو گئے، اور ان میں سے ایک نے انہیں پہچان لیا۔ غرضیکہ اس زلزلہ میں انسان کو اس خستگی اور تباہ حالی سے گذرنا پڑا، کہ جس کی مثال ملنی بہت مشکل ہے اور جس کا اثر بہت دیر تک محسوس کیا جائے گا ؎

تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسو ✿ رونا ہے کچھ ہنسی نہیں ہے

چھاؤنی کو کم نقصان پہنچا۔ اس لئے فوج نے کوئٹہ کی مخلوق کو ملبہ سے نکالنے کیلئے اپنی طرف سے بہت کوشش کی مگر باوجود اپنے وسیع ذرائع کے وہ بھی بے بس تھی۔

یہ بات قابل تعریف ہے کہ لوگوں نے اس موقعہ پر اپنے ان تباہ حال بھائیوں سے اظہار ہمدردی میں وسعت قلبی سے کام لیا۔ جیکب آباد، بہاولپور، خانیوال، لاہور وغیرہ کے امدادی انتظام کی لوگ ہر طرح تعریف کرتے ہیں خصوصاً بہاولپور کے سٹیشن کے متعلق سب کے سب تعریف کرتے ہیں کہ نواب صاحب بہادر بنفس نفیس سٹیشن پر اپنے عملہ کے ہمراہ موجود تھے اور ہر مسافر سے نہایت ہمدردی اور خلق سے پیش آتے تھے، ان کی طرف سے مسافروں کو ہر چیز کھانے کیلئے دی گئی۔ حتیٰ کہ سگریٹ بھی تقسیم کئے گئے۔ اور ریاستی افسر نہایت تندہی اور جاں فشانی سے کام میں مصروف تھے۔

لوگوں نے بتلایا کہ ریلوے سٹیشن خانپور پر ایک مسلمان مخیر نے ہر اس مجروح کو جو بغیر امداد کے نہ چل سکتا تھا، اور ہر ایسے مسافر کو جو مستحق اور ضرورتمند تھا دس دس روپے تقسیم کئے اور اس طرح اس ٹرین پر کوئی دو ہزار روپیہ تقسیم کر دیا ہوگا۔

ایک سندھی لڑکی کا ذکر ہے کہ کوئٹہ میں جس کا بھائی ایک اعلیٰ سرکاری عہدہ پر ممتاز تھا، بُری طرح زخمی ہو گیا یہ لڑکی لگاتار پانچ دن اور رات اپنے بھائی کی خدمت میں لگی رہی، ایک منٹ کے لئے بھی اس نے اپنی آنکھ کو نہ جھپکا، جب ایک امدادی جماعت مدد کیلئے اس کیمپ میں پہنچی، بجائے اس کے کہ وہ لڑکی ان سے کچھ مدد لیتی الٹا اس لڑکی نے اس پارٹی کو مجبور کیا کہ اسکی طرف سے پانچ روپے ریلیف میں قبول کئے جائیں۔ حالانکہ اس وقت اس لڑکی کے پاس صرف بیس روپے تھے۔

کوئٹہ کی تباہی اور بربادی کا اثر صرف کوئٹہ اور اس کے گرد و نواح تک ہی محدود نہیں بلکہ ایک طرح سے اس کا اثر تمام ہندوستان پر ہے اور تمام ہندوستان اس مصیبت عظمیٰ کے نتیجہ میں سوگوار ہے، مائیں اپنے بچوں کو رو رہی ہیں، بیوائیں اپنے سہاگوں کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آہ و بکا کر رہی ہیں۔ چھوٹے معصوم بچے اپنے والدین کی صورتوں کو دیکھنے کیلئے بلک رہے ہیں، بوڑھے باپ اپنے جوان بیٹوں کو یاد کر کے اپنا سر پیٹ رہے ہیں۔ ہندوستان کا شاید ہی کوئی شہر اور قصبہ ایسا بچا ہوگا جہاں ماتم بپا نہ ہو، اس بدبخت عورت کا نظارہ سامنے لاؤ، جس کا خاوند بھی ملبہ میں دب گیا اور اس کے بچے بھی زلزلہ کا لقمہ ہو گئے، اور روتے روتے ایسی نڈھال ہو گئی کہ رونے کیلئے اب اسکی آنکھوں میں آنسو بھی نہیں رہے اور ایسی مثالیں دو چار نہیں ہزاروں ہیں، جن کے سہاگ ہمیشہ کیلئے لٹ گئے، ایسے بچے جو ناز و نعم میں پلے تھے وہ ایسے یتیم ہو گئے کہ اب ان کو کوئی پہچان بھی نہیں سکتا کہ ان کے والدین کون تھے، اور ایسے بچوں کی گریہ زاری اور پھر ہر ایک کی طرف ان کا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا کہ شاید ان میں سے اسے اپنے ماں باپ یا بہن بھائی کا چہرہ نظر آ جائے اور ایسا چہرہ نظر نہ آنے پر پھر اس بچے کا زور زور سے رونا اور رو رو کر اپنا گلا بٹھا لینا یہ وہ دردناک نظارہ ہے، کہ ایک دفعہ پتھر دل انسان کو بھی موم بنا دیتا ہے۔ ایک اخبار میں میں نے پڑھا کہ ایک تین سال کا خوبصورت بچہ ایک بڑھیا پٹھانی کے پاس تھا جس بچے کا رونا کسی طرح بند نہ ہوتا تھا۔ لڑکے کے سامنے ہر اچھی سے اچھی کھانے کی چیز پیش کی گئی مگر اس کا رونا تھا جو تھمنے کا نام نہ لیتا تھا، جب اس پٹھانی سے پوچھا گیا، تو اس نے رو رو کر یہ ماجرا بیان کیا، کہ یہ ایک رئیس کا لڑکا ہے، میں ان کے ہاں ملازمہ تھی، ۷ انفوس گھر میں تھے، سب تباہ ہو گئے۔ صرف یہ بچہ اور میں بچی ہوں، اور یہ لڑکا تین روز سے اسی طرح ماں باپ کی یاد میں رو رہا ہے۔ ایک اور واقعہ میں نے اخبار میں پڑھا کہ ایک نواب کے دو لڑکے جن دونوں کے لئے موٹریں الگ الگ تھیں، مگر زلزلہ میں سب لواحقین تباہ ہو گئے، صرف یہ دو لڑکے بچے، جنہیں سکھر کے سٹیشن پر تین روز کے بعد وہ بھی کسی دوسرے کے طفیل کھانا میسر آیا، وہ کھانا کھا رہے تھے، اور زار زار رو رہے تھے۔

اس وقت انسانی ہمدردی کا فرض سب چیزوں پر مقدم ہے، کون جانتا ہے کہ کل کس علاقہ کی باری اس طرح آ جائے۔ دوستوں سے میری یہ درخواست ہے کہ خدا کی رضا کیلئے اس مصیبت عظمیٰ میں اپنے اموال کا کچھ حصہ قربان کریں، خواہ خود انہیں تکلیف ہی اٹھانی پڑے اور اپنے اخراجات کا کچھ حصہ کم بھی کرنا پڑے، اس سے بڑھ کر مخلوق خدا کی ہمدردی کا کون سا وقت ہو سکتا ہے میں خود جس کی مالی حالت کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گو مگھی سیرت کی طباعت کے ابتدائی اخراجات کو پورا کرنے کے لئے مجھے زیور فروخت کرنا پڑا ہے میں نے بھی اس کار خیر میں اکیس ۲۱ روپیہ کی رقم انجمن کے خزانہ میں جمع کرا دی ہے، ہر ایک بھائی کو اس کار خیر میں حسب توفیق ضرور حصہ لینا چاہئے۔ ہر ایک کار خیر اپنے اندر خوبی رکھتا ہے، مگر بنی نوع انسان کی ہمدردی اور پھر ایسے وقت کی ہمدردی جبکہ وہ مدد کیلئے چلا اور بلبلا رہے ہیں اپنے اندر بہترین خوبی رکھتی ہے، اس وقت ہم دنیا کے قلوب کو اخلاق اور ہمدردی سے جیت سکتے ہیں۔ کیونکہ آج دنیا ہمدردی کی بھوکی ہے، ہم کئی طرح سے اس مصیبت عظمیٰ میں مخلوق کی ہمدردی کر سکتے ہیں۔ چندہ سے، مریضوں کی دوا اور خدمت کر کے، یتیموں کی پرورش کر کے آریہ سماج یتیم خانہ فیروزپور نے حکام شملہ کو یہ لکھا ہے کہ زلزلہ میں جو لاوارث ۱۴ سال سے کم عمر کے ہندو بچے زندہ رہے ہیں، ان کو اس یتیم خانہ میں بھیج دیا جائے، یہ تو ہندوؤں کے ایک یتیم خانہ کا حال ہے، باقی یتیم خانوں کے متعلق بھی آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں جو فرض ہم سے مطالبہ کرتا ہے، وہ کسی تصریح کا محتاج نہیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس میں کئی مسلمان یتیم بچے بھی ہندوؤں اور عیسائیوں کے قبضہ میں نہیں چلے جائیں گے اور پھر اس کی ذمہ داری کن لوگوں پر آئے گی، وہ ہونہار بچے جو بڑے ہو کر اسلام کے بہترین سپاہی اور خدمت گزار ہو سکتے ہیں۔ وہ ہندوؤں اور عیسائیوں کے قبضہ میں جا کر اسلام کیلئے کیا کچھ نہیں ہو سکتے۔

اول تو ضرورت ہے کہ اگر اللہ توفیق دے تو ہم دوسرے یتیم بچوں کی بھی مدد کریں ——— اور اگر ہم دوسرے یتیم بچوں کی اپنی بے مائگی کی وجہ سے اعانت نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنے مسلمان یتیم بچوں کو تو اپنے قبضہ میں لے لیں ورنہ یاد رکھو کہ ہماری غفلت اور کوتاہی سے کئی ہونہار مسلمان بچے غیروں کے قبضہ میں چلے جائیں گے جو بڑے ہو کر بجائے خادم اسلام ہونے کے دشمن اسلام کے روپ میں ہمارے سامنے آئیں گے، اور اس کا وبال ہماری گردنوں پر ہوگا۔ اس لئے ان بیکس، بے بس، بے زر، بے در، بے پر، بے گھر یتیموں کا کیا قصور۔ ایک زندہ قوم کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ان لاوارث بچوں کو جو جسمانی موت سے بچ چکے ہیں۔ اس روحانی موت سے بچائے

شذرات

فطرت کا بدترین پہلو

۱۲ر جون کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "کئی غنڈے اور بدمعاش اپنی شیطانی فطرت کا ثبوت دیتے ہوئے ہمدرد بن کر زلزلہ زدہ لڑکیوں اور عورتوں کو ورغلاتے ہوئے پائے گئے ہیں۔ اسی طرح ایک اور خبر ہے کہ ایک شخص کو جس کا بیان ہے، کہ وہ کوئٹہ کے زلزلہ سے بچ کر آیا گرفتار کر لیا گیا ہے، وہ ایک صراف کی دکان پر طلائی زیورات فروخت کرنے کیلئے آیا، زیورات پر انگریزی حروف کندہ ہوئے تھے، صراف کو شبہ ہوا اور اس نے پولیس کو اطلاع دیدی، اسی طرح یہ بھی سنا گیا کہ جب کوئٹہ مٹی کا ڈھیر ہوا ہوا تھا اور ملبہ میں دبے ہوئے لوگوں کی چیخیں نکل رہی تھیں، بعض شقی القلب درندوں نے لوٹنے کی کوشش کی، یہ انسانی فطرت کا بدترین مظاہرہ ہے اور ایسی گندی فطرتیں، انسانیت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں

کیا یہ درست ہے؟

کہا جاتا ہے کہ کوئٹہ کے زخمی مسافروں کی مدد کرنے میں بہت بیقاعدگی سے کام کیا گیا ہے۔ جس سے لوگوں نے ایک طرح سے اپنا روپیہ اور سامان ضائع کیا، کیونکہ اگر یہ مختلف سوسائٹیاں انفرادی طور پر کام کرنے کی بجائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متحد ہو کر کام کرتیں تو اس کا نتیجہ زیادہ اچھا رہتا۔ اگر اس میں کچھ صداقت ہو تو پھر ضروری ہے کہ آئندہ کیلئے یہ کام ایک تنظیمی رنگ میں ہو، تاکہ تھوڑے خرچ سے بہتر نتیجہ نکل سکے،

خاص توجہ کی ضرورت ہے

بہار کے زلزلہ کے وقت وائسرائے کی اپیل پر ساٹھ ستر لاکھ روپیہ جمع ہو گیا تھا اور کانگرس کی اپیل پر بھی پچاس لاکھ سے زیادہ ہی جمع ہوا تھا، بالمقابل اس کے کوئٹہ کی جانی اور مالی تباہی بہار کی تباہی سے ۵ گنا زیادہ ہے، لہٰذا ملک کے لیڈروں کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہیئے، لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ پبلک کی توجہ کو پوری طرح اس طرف دلائیں۔، تاکہ وہ اپنے تباہ حال بھائیوں کی نسبت اپنے فرض کو بہتر رنگ میں ادا کر سکیں

قومی کاموں میں مسلمان کسی سے پیچھے نہیں

عام طور پر مسلمانوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ملکی اور قومی کاموں میں مسلمان پسماندہ ہیں۔ حقیقتاً یہ بات نہیں، جیسا کہ ۲۶ر مئی کے پرتاپ سے ظاہر ہے چنانچہ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ "مارشل لا کے ایام میں بہت سے مسلمان کانگرس میں شامل تھے، کافی تعداد میں گرفتار بھی ہوئے، اور گرفتار شدگان میں ان لوگوں کی کافی تعداد تھی جنہیں عام بولی میں مخرز کہا جاتا ہے" ــ یہ امر واقعہ ہے کہ مارشل لا کے دنوں میں کانگرس سے تعلق رکھنا کوئی خالہ جی کا گھر نہ تھا، اس خارزار وادی میں ہر ایک قدم نہ رکھ سکتا تھا، کیونکہ اس وقت اپنا خون دینے والے مجنوں کی ضرورت تھی نہ کہ دودھ پینے والے مجنوں کی، اس کے بعد جو مسلمان آہستہ آہستہ کانگرس سے الگ ہوئے تو اس کی ذمہ داری ہندو مہاسبھا کے لیڈروں پر پڑتی ہے، جو کانگرس کے پلیٹ فارم پہ تو اور رنگ میں پیش ہوتے تھے مگر ہندو مہاسبھا کے پلیٹ فارم پر اور روپ میں، یعنی کھانے کے دانت اور تھے اور دکھانے کے اور، ایسی دورنگی طبیعت والے یا تو کانگرس کے ممبر نہ بنتے، اگر بنے تھے تو اپنی آن کو نبھاتے، اور ہندو سبھا میں بھی ان کا وہی طرز عمل ہونا چاہیئے تھا، جو کانگرس میں تھا، مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا، جس سے مسلمانوں کا بدظن ہونا ایک قدرتی امر تھا، لہٰذا اس کے لئے ایڈیٹر پرتاپ کو مسلمانوں کی بجائے ایسے دورنگے ہندوؤں کو کوسنا چاہیئے۔

مسلمانوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

۱۲ر مئی کا شیر پنجاب لکھتا ہے کہ "ایک وقت تھا کہ احمدی مسلمان تھے، لندن کی مسجد تک میں امامت ان کے سپرد تھی، اور وہ اسلام کے زبردست علمبردار سمجھے جاتے تھے، ہر تحریک میں انہیں آگے رکھا جاتا تھا، لیکن اب چوہدری ظفر اللہ خاں کو حکومت ہند کی ایک رکنیت مل گئی۔ اس رکنیت کے ناکام و نامراد امیدواروں نے احراریوں کو روپیہ دیکر یہ اگی ٹیشن برپا کر دیا، کہ مرزائی مسلمان ہی نہیں، لہٰذا یہ جگہ جو مسلمانوں کے لئے مخصوص ہو چکی ہے کسی غیر مسلم کو نہیں ملنی چاہیئے، اور جسقدر بھی گورنمنٹ آف انڈیا یا گورنمنٹ پنجاب کی رکنیت کے ممبر ہیں سب اس اگی ٹیشن کی حمایت کر رہے ہیں اور اس ایک عہدہ کیلئے دائرہ اسلام سے ہی خارج کر دینے کی تحریک ذمہ دار لیڈروں کی طرف سے جاری ہے"

ایک غیر جانبدار اخبار نویس کا یہ نوٹ کسی تشریح کا محتاج نہیں، کیا اس ذہنیت کی موجودگی میں میرے مسلمان کہلانے والے بھائی رواداری کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ افسوس کہ یہ الفاظ لکھتے ہوئے بہت دکھ محسوس کر رہا ہوں کیونکہ اسلام دنیا میں ایک بہترین رواداد مذہب ہے، مگر خدا غارت کرے ذاتی اغراض کو جن کا شکار ہو کر انسان اپنے زبردست سے زبردست بہترین اصول کو بھی نظر انداز کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال سے ایک سوال

یہ صداقت ہے کہ مسٹر خالد لطیف گابا مولٰنا محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر لاہوری جماعت کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور جب آپ مسلمان ہوئے اس مجلس میں ڈاکٹر سر محمد اقبال بھی موجود تھے، اگر ڈاکٹر موصوف احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے، تو انہیں بجائے مسٹر گابا کو اس موقعہ پر مبارکباد دینے کے یہ کہنا چاہیئے تھا کہ مسٹر گابا تم مسلمان کیا ہوئے، گڑھے سے نکلکر کوئیں میں پڑ گئے، مگر اس وقت سر موصوف کا خاموش رہنا بلکہ مسٹر موصوف کے مسلمان ہونے پر اظہار خوشی کرنا یہ اس امر کی دلیل تھی، کہ سر موصوف احمدیوں کو مسلمان سمجھتے تھے، مگر اب ایک سال کے اندر اندر یہ کیا ہو گیا، جو اب ڈاکٹر موصوف کی نظر میں احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے،

ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھئے

ایڈیٹر پرتاپ فرقان حمید کی اس آیۃ کریمہ پر بہت سیخ پا ہوا ہے، جس میں یہ ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! کافروں کو دوست نہ بناؤ، وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے، انکی آرزو ہے کہ جتنی بھی ایذا تم کو پہنچے کم ہے۔

"فرقان حمید کا تو صرف یہی ارشاد ہے کہ مسلمان غیر مسلم کو دلی دوست نہ بنائے، مگر غیر آریہ کے لئے جو وید مقدس کا فتویٰ ہے وہ بھی ملاحظہ فرمایئے، چنانچہ ستیارتھ پرکاش سمولاس ۳ صفحہ ۵۹ پر درج ہے کہ جو شخص وید اور وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے وقری کرتا ہے، اس وید کی برائی کرنے والے منکر کو ذات، جماعت اور ملک سے باہر نکال دینا چاہیئے پھر اسی پر بس نہیں، ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۲ پر لکھا ہے کہ آدھرمی (ویدوں کو نہ ماننے والا، ستیارتھ صفحہ ۲۴۶) خواہ سب سے بڑھکر صاحب وسیلہ نہایت طاقتور اور صاحب لیاقت بھی ہو تو بھی اس کی بربادی، تنزل اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تخریب میں لگا رہے، یعنی جہاں تک ہو سکے وہاں تک ان کی طاقت کو گھٹائے۔"

اس ذہنیت کی موجودگی میں جو فرقان حمید میں یہ ارشاد موجود ہے کہ مسلمانو! تم غیر مسلموں کو اپنا رازدان دوست نہ بناؤ، تو یہ بالکل ٹھیک ہے کیونکہ جو لوگ دوسرے کی بربادی اور تنزل میں لگے رہیں۔ ان کے ساتھ دوستی کیسی؟

کافر اور ملیچھ

فرقان کریم نے تو غیروں کیلئے کافر کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی منکر کے ہیں، یعنی جیسا کہ میں آریہ مذہب کا کافر یعنی منکر ہوں، اور منکر کوئی گالی نہیں ہے مگر برخلاف اس کے آریوں نے غیر آریوں کے لئے جو خطاب تجویز فرمایا ہے وہ بھی سن لیجئے اور پھر انصاف آپ پر ہی ہے، چنانچہ ستیارتھ پرکاش آٹھویں سمولاس صفحہ ۲۹۷ پر یہ لکھا ہے، کہ جو آریہ ورت کے علاوہ ملک ہیں، وہ ملیچھوں اور راکشسوں کے دیش کہلاتے ہیں اب ایک طرف تو کافر ہے جس کے معنی منکر کے ہیں اور دوسری طرف ملیچھ جس کا مطلب، میل کی اچھیا کرنے والا یعنی گندگی میں رہنے والا یا گندگی کا خواہشمند، اب انصاف آپ پر ہی ہے، جب آپ دوسروں کو ملیچھ کہتے ہیں جو ایک گالی کے ہم معنی ہے تو اگر اسکی بجائے اسلام غیر مسلموں کو منکر اسلام کہتا ہے تو چڑ کیوں کیونکہ یہ تو امر واقعہ کا اظہار ہے، اور پھر یہ بھی امر واقعہ ہے، کہ ہمیں آپ کو منکر اسلام کہنے میں کوئی خوشی نہیں ہے، خدا وہ وقت جلد لائے، جب ہم آپ کو منکر اسلام کی بجائے مقر اسلام کہہ سکیں۔

ایڈیٹر صاحب خالصہ سماچار

میں نے اپنے کسی گزشتہ پرچے میں یہ لکھا تھا کہ مسلمانوں اور سکھوں میں تمدنی اور معاشرتی رنگ میں کئی ایک باتیں ملتی جلتی ہیں، اور اگر سکھوں اور مسلمانوں یعنی ان ہر دو اقوام کا اتحاد ہو سکے تو یقیناً یہ اتحاد مضبوط قدموں پر ہوگا۔ مگر میری بدقسمتی سے میرے پرانے کرمفرما سردار سیوا سنگھ صاحب ایڈیٹر خالصہ سماچار کو یہ بات نہیں بھائی، اور انہوں نے میرے ساتھ خواہ مخواہ الجھنے کی کوشش کی ہے، میں نے لکھا تھا کہ جس طرح اسلام میں شیطان کو گمراہ کنندہ مانا گیا ہے، قریباً یہی صورت سکھ مذہب میں بھی ہے، چنانچہ اس کے ثبوت میں میں نے یہ شلوک پیش کیا تھا ؎

کام کرودھ ہنکار پھرے دیوانیاں
بن پورے گر دیو پھرے شیطانیاں

اس پر ایڈیٹر صاحب سماچار لکھتے ہیں کہ اس میں گمراہ شخص کو شیطان کہا گیا ہے، یہ درست ہے کیونکہ اسلام بھی گمراہ شخص کو شیطان ہی کہتا ہے، لہٰذا تطبیق ثابت۔ اس ضمن میں ہم ایڈیٹر صاحب موصوف کی خدمت میں ایک دو شلوک اور بھی پیش کرتا ہوں، سری راگ محلہ پہلا ؎

خصم کی نظر میں دل پسندی جنہیں اک کر دھیایا
تیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائیے

پھر شلوک محلہ پہلا ؎

بے دنیا کی دوستی سبے دنیا کے کھان
صفتیں سار نہ جاندے مداوے شیطان

اب ایڈیٹر صاحب ہی فرمائیں کہ اس جگہ شیطان کا اطلاق کس ہستی پر ہوتا ہے ـــــ جو بھی جواب دیں خالی الذہن ہو کر۔

اب غیروں کو کیا گلہ

۲ جون کا ریفارمر لکھتا ہے کہ "گورو کل کے گورنر اور آچاریہ بننے کی خواہش نے لیڈر لوگوں سے کیا کیا کرایا یہ ایک لمبی داستان ہے، ہمیں بتلایا گیا ہے کہ ایک مہا اپدیشک (رئیس الواعظین) نے گورو کل میں اوم کے جھنڈے کو پکڑ کر، جنیو کو ہاتھ لگا کر، پرتگیا (عہد) کی تھی کہ وہ پنڈت چموپتی جی کو وہاں نہ رہنے دیں گے۔ اس بات پر ہی کیا موقوف ہے ایک اور منصوبہ باندھا گیا تھا، اور اگر وہ تکمیل کو پہنچ جاتا، تو آج پنڈت چموپتی جی ہمارے درمیان زندہ نظر نہ آتے۔"

یہ نوٹ کسی وضاحت کا محتاج نہیں ہے اس ذہنیت کی موجودگی میں اگر کوئی دوسرا آریوں کی سختی کا گلہ کرے تو بے فائدہ ہے۔

ہندو اور طلاق

۲۵؍ مئی کا انڈین سوشل ریفارمر بمبئی لکھتا ہے کہ "ہندو سوسائٹی نے سنجیدگی سے کبھی غور نہیں کیا اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ ان صورتوں میں عموماً عورت زیادہ تکلیف سہتی ہے، کیونکہ مرد کو تو اور شادی کرنے کی کھلی چھٹی ہے۔"

اس نوٹ سے دو باتیں عیاں ہیں، اول ہندو دھرم میں طلاق کے نہ ہونے سے عورتیں بہت تکلیف اٹھاتی ہیں۔ اور ہندو لیڈر اب اس کی فکر میں ہیں کہ کوئی ایسا طریقہ ہو جس سے عورت کیلئے طلاق جائز ہو سکے، اسلام نے جو طلاق یا خلع کو جائز قرار دیا ہے، یہ بڑی دور اندیشی پر مبنی ہے، کیونکہ اسلام کی شریعت مکمل ہے، اس لئے اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ کی مشکلات کا حل ایسا پیش کیا ہے کہ جس کی نظیر ملنی کسی اور مذہب میں مشکل ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ مخالف لوگ بھی جنہیں اسلام کے ساتھ خواہ مخواہ کی چڑ ہے، اسلام کے عالمگیر اصولوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر بےبس ہیں۔

ہندو اور کثرت ازدواج

عام طور پر ہندو پریس میں تعدد ازدواج پر غیر معمولی طعنہ زن رہتا ہے، مگر معلوم ہوتا ہے کہ ہندو عملی رنگ میں تعدد ازدواج کے حامی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انڈین سوشل ریفارمر کے ایڈیٹر صاحب کو صاف الفاظ میں اس کا اظہار کرنا پڑا ہے، کہ ان صورتوں میں عموماً عورت زیادہ تکلیف سہتی ہے کیونکہ مرد کو اور شادی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دینے کی کھلی چھٹی ہے" اور ہندو لوگ کثرت ازدواج کے اختیار کرنے پر کسی طرح بھی قابل گرفت نہیں ہیں، کیونکہ ہندو مذہب کے اکابرین کا عملی نمونہ ان کے لئے بہترین رہنما ہے، راجہ دسرتھ کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں شری کرشن جی جو آریوں کے ہاں یوگی اور سناتنیوں کے ہاں اوتار کا رتبہ رکھتے ہیں کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں رشی یاگولکیہ جو ویدوں کے بہترین شارح گزرے ہیں ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے، اب موجودہ ہندو پریس کا اس کے برخلاف ہوجانا یہ صریح ان کی خود ارائی پر مبنی ہے ورنہ ہندو دھرم اور ہندو دھرم کے اکابرین کا نمونہ ان کا ساتھ نہیں دیتا۔

شدھی اور سمجھدار ہندو

۲۵ر مئی کا انڈین سوشل ریفارمر بمبئی ہوشیار پور کے لالہ دیوی چند کے آریہ شدھی مشن کے متعلق اپنی رائے کا اظہار بایں الفاظ کرتا ہے، کہ "ہم ایسے مشنوں کے بالکل برخلاف ہیں جو دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کرتے ہیں۔ اور ہمیں خوشی ہوگی، اگر ہوشیارپور کا یہ مشن اپنے کام کو ترک کردے" بلاشبہ سوشل ریفارمر کی یہ رائے حقیقت پر مبنی ہے، کیونکہ ہندوؤں کے شاستر اور سابقہ ہندو اکابرین کے نمونے اس کا ساتھ نہیں دیتے، اور تو اور موجودہ آریہ سماج جو شدھی کا گرمجوش حامی ہے وہ بھی عملی میدان میں فیل ہے، کیونکہ ایسی مثالیں کم ملتی ہیں یا نہیں ہی ملتیں کہ آریہ سماج نے کسی کہلانے والے اچھوت کو شدھ کر کے اس کا رشتہ اعلیٰ کہلانے والے ہندوؤں کے ہاں کیا ہو، اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو سوسائٹی یا مذہب بنی نوع انسانی کو مساوات نہیں دے سکتا، اسے کم از کم تبلیغی مذہب کہلانے کا کوئی حق نہیں ہے۔

آریہ نوجوان کس طرف جا رہے ہیں؟

۱۶ر جون کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ "گورو کل کے ودیارتھیوں (طالب علموں) اور سناتکو (گریجوایٹوں) میں عام طور پر سوامی دیانند کیلئے اتنی عزت اور شردھا نہیں ہے جتنی کہ مہاتما گاندھی کیلئے ہے، ہماری رائے میں سوامی دیانند اور مہاتما گاندھی دو متضاد راستوں پر چلنے والے ہیں، اگر گورو کل کا آدرش سوامی دیانند کی بجائے مہاتما گاندھی ہوجائے، تو بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے، کہ وہ گورو کل جس کے چلانے کیلئے لاکھوں روپے جمع کئے۔ اور اتنی قربانیاں کی ہیں، آریہ سماج کے کام کا نہیں رہا"

اب اس نوٹ کو پڑھکر اس بات کا پتہ لگا لینا بہت آسان ہے کہ اس وقت آریہ سماج کی گاڑی کا پہیہ کس طرف کو جا رہا ہے۔

نور اور آپ کا فرض

نور جس دلی لگن کے ساتھ سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا ہے، دوست تو دوست دشمن تک بھی اسکی معترف ہیں۔ مگر نور کی اشاعت اس قدر قلیل بلکہ اقل ہے کہ جس کے اظہار کیلئے بھی قومی وقار مانع ہے اس کی اقل اشاعت کا آپ اسی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس وقت نور کا فنڈ آٹھ سو روپے کا مقروض ہے، اور میں اسوقت جو فرقان کریم کے ہندی ترجمے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی طباعت اور تکمیل میں ہمہ تن مصروف ہوں، یہ آٹھ سو روپیہ کے قرض کا بوجھ غیر معمولی پریشانی میں ڈال رہا ہے۔ نور کے وہ کون سے خریدار ہونگے، جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کون سے دوست ہونگے، جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جائے اور وہ انکار کردیں۔ صرف...... توجہ کی ضرورت ہے اگر آپ ذرا بھی توجہ سے کام لیں تو نور اس آٹھ سو ۸۰۰ کے بوجھ سے بہت جلد سبکدوش ہوسکتا ہے اور پھر اس صورت میں میں اپنی توجہ کو بہترین رنگ میں فرقان حمید کے ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تکمیل کی طرف دے سکوں گا۔

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ اور اسکی اشاعت

اس وقت خواہشمند گورمکھی دان سکھوں اور ہندوؤں کی خاصی درخواستیں آئی پڑی ہیں۔ جو فرقان حمید کے گورمکھی ترجمہ کے خریدنے کی توفیق نہیں رکھتے، مگر پڑھنے کیلئے بیتاب ضرور ہیں۔ فرقان پاک کی مقدس تعلیم سے ناواقف لوگوں کو آگاہ کرنا یہ بہترین نیکی ہے اس لئے اگر دوست اس کار خیر میں حصہ لے کر ان خواہشمندوں کو فرقان کریم کے نور سے منور کر سکیں، تو یقیناً وہ تبلیغ اسلام کے بہترین فرض کو بجا لائیں گے۔ اور اللہ کے حضور اجر عظیم کے مستحق ہوں گے، اس ترجمہ نے گورمکھی دان سکھوں اور ہندوؤں پر نہایت ہی اچھا اثر کیا ہے، گھر کی لاگت پانچ روپے، مگر تبلیغی نقطہ خیال سے ہدیہ صرف ۲ (دو روپے) محصول ڈاک ۸ علاوہ۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت

جناب قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ پشاور پر ۹ر جون کو روز روشن میں پشاور کے پر رونق قصہ خوانی بازار میں ایک شقی القلب کی طرف سے پستول سے حملہ کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے انہیں بال بال بچایا جس کے لئے میں قاضی صاحب موصوف کو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ قاضی صاحب کی تبلیغی لگن کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ صاحب موصوف احمدیت کے متعلق اپنی گرہ سے معقول روپیہ خرچ کر کے پشتو میں بہترین لٹریچر چھپا کر چکے ہیں۔ ایسا مفید وجود جتنی دیر بھی زندہ رہے غنیمت ہے۔ میری یہ تہ دل سے دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ قاضی صاحب موصوف کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

مبارک!

مجھے یہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوئی کہ میرے معزز دوست جناب ایس ایس چرن سنگھ صاحب شہید کی صاحبزادی اس سال بی ٹی کے امتحان میں تمام پنجاب کی لڑکیوں میں اول رہی ہیں اس شاندار کامیابی کیلئے جناب سردار صاحب موصوف کو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ مستورات کی تعلیم میں جو سردار صاحب ممدوح نے بہترین نمونہ دکھلایا ہے۔ بلاشبہ وہ اہل ملک کے لئے قابل تقلید ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکتوبِ گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی منشی غلام نبی صاحب سلمہ ربہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں مجھکو آپ کا عنایت نامہ ملا، میں امید رکھتا ہوں کہ آپکی اس نیک نیتی اور خوف الٰہی پر اللہ تعالیٰ خود کوئی طریق مخلصی پیدا کر دیگا۔ اس وقت تک صبر سے استغفار کرنا چاہئے۔ اور سود کے بارے میں میرے نزدیک ایک انتظام احسن ہے اور وہ یہ ہے کہ جس قدر سود کا روپیہ آوے آپ اپنے کام میں اس کو خرچ نہ کریں، بلکہ اس کو الگ جمع کرتے جائیں۔ اور جب سود دینا پڑے، اس روپیہ میں سے دیدیں، اور اگر آپ کے خیال میں کچھ روپیہ زیادہ ہو جائے، تو اسمیں کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ وہ روپیہ کسی ایسے دینی کام میں خرچ ہو جس میں کسی شخص کا ذاتی خرچ نہ ہو، بلکہ صرف اس سے اشاعت دین ہو میں اس سے پہلے یہ فتویٰ اپنی جماعت کیلئے بھی دے چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سود حرام فرمایا ہے وہ انسان کی ذاتیات کے لئے ہے، حرام یہ طریق ہے کہ کوئی انسان سود کے روپے سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی معیشت چلائے یا خوراک یا پوشاک یا عمارت پر خرچ کرے، یا ایسا ہی کسی دوسرے کو اس نیت سے دے کہ وہ اس میں سے کھاوے یا پہنے، لیکن اس طرح پر کسی سود کے روپیہ کا خرچ کرنا ہرگز حرام نہیں ہے کہ وہ بغیر اپنے کسی ذرہ ذاتی نفع کے خدا تعالیٰ کی طرف کیا جائے، یعنی اشاعت دین پر خرچ کیا جائے، قرآن شریف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا مالک ہے جو چیز اس کی طرف آتی ہے وہ پاک ہو جاتی ہے، بجز اس کے ایسے مال نہ ہوں، کہ انسانوں کی مرضی کے بغیر لئے گئے ہوں۔ جیسے چوری، رہزنی یا ڈاکہ یہ مال کسی طرح سے بھی خدا اور دین کے کاموں میں بھی خرچ ہونے کے لائق نہیں، لیکن جو مال رضامندی سے حاصل کیا گیا ہو، وہ خدا تعالیٰ کے دین کی راہ میں خرچ ہو سکتا ہے، دیکھنا چاہیئے کہ ہم لوگوں کو اسوقت مخالفوں کے مقابل پر جو ہمارے دین کی رد میں کتابیں شائع کرتے ہیں، کسقدر روپیہ کی ضرورت ہے گویا یہ ایک جنگ ہے جو ہم ان سے کر رہے ہیں۔ اس صورت میں اس جنگ کی امداد کیلئے ایسے مال اگر خرچ کئے جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں، یہ فتویٰ ہے جو میں نے دیا ہے اور بیگانہ عورتوں سے بچنے کے لئے آنکھوں کو خوابیدہ رکھنا اور کھول کر نظر نہ ڈالنا کافی ہے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا۔ یہ تو شکر کی بات ہے کہ اپنے سلسلہ کی تائید میں آپ ہمیشہ اپنے مال سے مدد دیتے رہتے ہیں۔ اس ضرورت کے وقت یہ ایسا کام ہے کہ میرے خیال میں خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کے لئے نہایت اقرب طریق ہے، سو شکر کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو توفیق دے رکھی ہے، اور میں دیکھتا ہوں کہ ہمیشہ آپ اس راہ میں سرگرم ہیں، ان عملوں کو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے وہی جزا دے گا، ہاں ماسوا اس کے دعا اور استغفار میں مشغول رہنا چاہیئے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

(خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۴ر اپریل ۱۹۰۸ء)

سود کی اشاعت دین میں خرچ کرنے سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی انسان عمداً اپنے تئیں اس کام میں ڈالے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مجبوری سے جیسا کہ آپکو پیش ہے یا کسی اتفاق سے کوئی شخص سود کے روپے کا وارث ہو جائے تو وہ روپیہ اس طرح پر جیسا کہ میں نے بیان کیا خرچ ہو سکتا ہے، اور اس کے ساتھ ثواب کا بھی مستحق ہو گا۔ (غلام احمد) از الحکم ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء

آریہ کتب اور تحریک شدھی

اس وقت چاردانگ عالم میں آریہ سماج نے شدھی کا شور بپا کر رکھا ہے، بظاہر ہمارے لئے اس میں کوئی بُرا منانے کی بات نہیں کیونکہ جس طرح ایک مسلمان کو یہ حق ہے کہ وہ دوسرے غیر مسلم کو احسن طریق سے مسلمان بنائے، اسی طرح ایک غیر مسلم کو یہ حق ہونا چاہئے کہ وہ اپنے مذہب میں اوروں کو شامل کرے۔

مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ آریہ سماج جو شدھی کا راگ الاپ رہا ہے، یہ اس کے حال کی اختراع اور ایجاد ہے یا ویدوں کی قدامت کی طرح یہ بھی قدیم ہی ہے اور ویدک دھرم کے بزرگان اسلاف میں بھی اس کا پتہ چلتا ہے یا نہیں۔ وید سمرتی پران اور آریہ سماج کی مسلمہ کتب بھی اس کا ساتھ دیتی ہیں یا نہیں۔ اگر آریہ سماج کی مسلمہ کتب اور ان کے بزرگان اسلاف میں اس کا نمونہ پایا جاتا ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ ہمارے لئے کوئی برا منانے کی بات نہیں اور اگر نہیں جیسا کہ واقعات اور آریہ سماج کی مسلمہ کتب کے نوشتوں سے ظاہر ہے تو انصاف اور حق جوئی اور حق گوئی اس امر کا ہر ایک انسان سے مطالبہ کرتی ہے کہ آریہ سماج اس تحریک سے جس قدر جلدی ممکن ہو سکے، ہاتھ اٹھا لے جس کا ذکر ان کی مسلمہ کتابوں میں اشارتاً وکنایتاً بھی نہ پایا جاتا ہو، اور نہ اس مذہب کے بزرگان اسلاف ایسا نمونہ پیش کرتے ہوں، اور اگر آریہ سماج کسی مصلحت سے شدھی کی تحریک سے ہاتھ اٹھانے سے معذور ہے تو چاہئے کہ بجائے ایسی کتابوں کا دم بھرنے کے جن میں شدھی کا نام نہیں وہ اپنے لئے اور کوئی ایسا راستہ اختیار کرے جس میں ایسی نیک، اور عمدہ تحریک کی تعلیم اور رکشا پائی جاتی ہو، ورنہ جیسا کہ آنجہانی سوامی شردھانند نے کسی وقت یہ کہا تھا کہ جب تک ہم اچھوت اقوام یا نو مسلم راجپوتوں کو اپنے ساتھ نہیں ملاتے تب تک ہم سوراجیہ حاصل نہیں کر سکتے، جس کا مطلب یہی ہے کہ یہ ایک صرف سیاسی تحریک ہے نہ مذہبی۔ ایک وقت تھا جب مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے سیواجی نے بھی اچھوت اقوام کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ مگر وقت نکل جانے اور مطلب حاصل کر لینے کے بعد پھر ان اقوام کو دھتکار دیا گیا تھا، اب بھی پھر موقعہ گزر جانے کے بعد بخوبی اس واقعہ کو دہرایا جا سکتا ہے، اور گھمنڈی لوگ مطلب حاصل کر لینے کے بعد بخوشی ان شدھ ہونیوالوں کو خواہ وہ اچھوت ہوں یا نو مسلم راجپوت ہوں مکھن سے بال کی طرح الگ کر سکتے ہیں کیونکہ ان کی مذہبی کتابیں اس امر کی اجازت نہیں دیتیں، یہی وجہ ہے کہ باوجود زیادہ سے زیادہ ڈینگیں مارنے کے بھی آریہ سماج وغیرہ اشدھ شدھوں سے کوئی روٹی بیٹی کا تعلق پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی، چنانچہ سناتنی پنڈتوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی کہدیا ہے کہ ہم اشدھ شدھوں سے کوئی روٹی بیٹی کا تعلق نہیں رکھ سکتے،

اب ہم اس اصول کو مدنظر رکھکر آریہ سماج کے حال کی مسلمہ کتابوں پر ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتے ہیں اور ایک محقق اور ثالث بالخیر کی حیثیت سے آریہ سماج کی کتابوں میں یہ تلاش کرتے ہیں کہ اس تحریک کا ذکر آریہ سماج کی کتابوں میں کہاں تک پایا جاتا ہے۔

اب ہم یہاں بھگوان منو کے وہ شلوک پیش کرتے ہیں جسے پنڈت دیانندجی نے ستیارتھ پرکاش باب نہم کے اخیر پر تناسخ کا ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے بھگوان منو کے ان شلوکوں کو بطور سند اور سرٹیفکیٹ کے پیش کیا ہے، اس سے آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ بھگوان منو کے وہ شلوک کیسے معتبر اور قابل وثوق ہیں۔ اور پھر پنڈت دیانندجی نے انہیں اپنے بیان کی مضبوطی اور واضح کرنے کے لئے ستیارتھ پرکاش کے باب نہم میں درج کر کے ان کے معتبر ہونے پر اور بھی چار چاند لگا دئے ہیں۔ نیز ستیارتھ پرکاش سے جو حوالہ پیش کیا جائے گا۔ وہ ہمارے سماجی دوستوں کے لئے روں کسی شک وشبہ کے قابل ہے ــــ یقین ہوگا۔ کیونکہ ستیارتھ پرکاش آریہ سماج کے نزدیک وہ بےنظیر کتاب ہے کہ جب ۱۹۱۱ء میں حضور شہنشاہ جارج پنجم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہندوستان کو شرف بخشا تھا، تو اس وقت ہمارے آریہ دوستوں نے بجائے کسی وید کے ستیارتھ پرکاش کا تحفہ حضور شہنشاہ معظم کے پیش کرنا ضروری سمجھا تھا، اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آریہ سماج کے نزدیک ستیارتھ پرکاش کیسی بےنظیر کتاب ہے۔ اس لئے اپنے دوستوں کی خاطر ہم بھی اسی معتبر کتاب سے حوالجات پیش کرتے ہیں، کہ جن میں شودر یا برہمن کو گزشتہ جنموں کے بد یا نیک اعمال کے مطابق ملنا لکھا ہے، سوامی صاحب ستیارتھ پرکاش سمولاس نہم صفحہ ۳۳۳، ایڈیشن اردو ۱۹۰۸ء پر مندرجہ ذیل شلوکوں کو بطور حجت لکھ کر بیان فرماتے ہیں، شلوک ۹

شریر جیبی کرم - دوشیر - بانی ستھاوتاں تروہ

واچ کیہ پکش مرگیاں مانسریت جاتی نام

مطلب:- جو شخص بذریعہ جسم کے چوری دوسرے کی عورت سے مباشرت یا نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ بدکام کرتا ہے اس کا جسم درخت وغیرہ متحرک قالبوں میں ہوتا ہے۔ زبان سے کئے ہوئے پاپوں کا عوض پرند اور مرگ (جنگلی چوپایہ) وغیرہ کا قالب اور دلی سے کئے ہوئے پاپوں کے بدلے چنڈال وغیرہ کا جسم ملتا ہے۔

(منو ۱۲ و ۹)

اسجگہ بھگوان منو نے یہ شلوک جنم کے متعلق فرمایا ہے اور پنڈت دیانندنے جو اس کا ترجمہ کیا ہے وہ قابل غور ہے، پنڈت جی اس مذکورہ بالا شلوک کا ترجمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بذریعہ جسم کے دوسرے کی عورت سے مباشرت کرے وہ درخت اور نباتات وغیرہ کے قالبوں میں ڈالا جائے گا۔ اور زبان سے کئے ہوئے پاپوں کے عوض پرند اور چوپائے وغیرہ کا جنم ملے گا، اور من سے کئے ہوئے پاپوں کے عوض اگلے جنم میں چنڈال کا جنم ملے گا۔

اب جبکہ بقول منوجی مہاراج اور پنڈت دیانندصاحب کے ایشورجی مہاراج نے جنم کے متعلق یہ حدود قائم کردی ہیں تو پھر کون شخص ہے جو اسے آگے پیچھے اور ادھر ادھر کر سکے اگر کوئی آدمی چنڈال ہے۔ تو بقول منوجی اور دیانندجی کے اپنے پچھلے جنم کے افعال کا نتیجہ بھگت رہا ہے، اور خود ایشور مہاراج نے اس شخص کو اس قالب میں ڈالا، اب سماجی دوستوں کا چنڈالوں وغیرہ کو شدھ کرنا یہ صریح اس سرب شکتیمان ایشور کی مخالفت ہے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ ہماری دوسری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے اور ہمارے فلاں رشی کا یہ قول ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ایشورجی مہاراج کا کیا ہوا فیصلہ انسان نہیں توڑ سکتا، ایک جج کا فیصلہ دوسرا جج رد نہیں کر سکتا۔ اس کیلئے چیف کورٹ کی طرف رجوع لا سکتا ہے، مگر یہ نہیں کہ ایشور تو کسی انسان کو چنڈال بنادے اور ایک رشی یا مہارشی یہ چاہے کہ اس چنڈال کو برہمن یا چھتری بنادے، ناممکن اور قطعی ناممکن۔

دوم - جب ایشور بقول منوجی اور دیانندجی کے کسی شخص کو چوری یا بدکرداری کی وجہ سے درخت وغیرہ کی جون میں ڈالتا، تو کوئی دنیا کی طاقت اس درخت کو شدھ کر کے پرند اور چرند نہیں بنا سکتی۔ اور تو اور درخت کا پرند بننا تو الگ رہا کوئی طاقت کیکر کے درخت کو آم یا سنگترہ کا درخت نہیں بنا سکتی۔ پس جب ایک کیکر کا درخت آم یا نارنگی کا درخت نہیں بن سکتا، تو کون طاقت ہے جو چنڈال سے برہمن بنادے، جبکہ درخت بھی پچھلے کرموں کا نتیجہ اور چنڈال بھی برے افعال کا ثمرہ ہے، بلحاظ ثمرات کے دونوں کی نوعیت ایک ہی ہے اسی طرح بقول پنڈت دیانند اور منوجی زبانوں سے کئے ہوئے کاموں کا عوض پرند چرند وغیرہ ہیں۔ تم میں سے کسی نے یہ نہیں دیکھا ہوگا۔ کہ دنیا کا کوئی اپاؤ یا کوئی شدھی ایک کوے کو جو بقول دیانندجی اپنی بدزبانی کی وجہ سے کوے کی جون میں ڈالا گیا ہے، اسے ہنس بنادے تو پھر یہ کس طرح اور کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک وہ شخص جو اپنی بدزبانی یا بدکرداری کی وجہ سے چنڈال کی جون میں ڈالا گیا ہے وہ شدھ ہو کر ویش یا چھتری اور برہمن بن جائے، ہمارے شدھی کے حامی دوستوں کو چاہئے کہ پہلے کیکر کے درخت کو نارنگی کا درخت اور ایک کوے کو ہنس بنادیں۔ اس کے بعد پھر چنڈال کو برہمن بنانے کی حامی بھریں۔

میرے دوستو! جب کیکر نارنگی اور کوا ہنس نہیں بن سکتا ہے۔ تو ایک شودر برہمن کیسے ہو سکتا ہے یہ قابل غور سوال ہے۔ آگے اور شلوک ملاحظہ فرمادیں۔

ستھاور دا کرم کیا پچ متسپاہ پرماہ سکچھا پاہ

پشوشیخ - مرگا - شیچو جگپتاں تامسن گیتیہ

ترجمہ:- جو نہایت درجہ کے تموگنی ہیں وہ غیر متحرک درخت وغیرہ کیڑے مکوڑوں، مچھلی، سانپ، کچھوے، مویشی، اور مرگ (جنگلی چوپایہ) کا جنم پاتے ہیں۔ منو ۱۱ و ۴۲ شلوک۔

آگے اور شلوک ملاحظہ فرمائیے۔

ہستی تسیح ترنگا شیخ شودرا ملیچھا شیخ گرہیتیاہ

سنہا دیاگرہ، براہا شیچ مدہما تامسی گیتہ

ترجمہ:- جو متوسط درجہ کے تموگنی ہیں، وہ ہاتھی گھوڑا شودر ملیچھ اور قابل مذمت کام کرنیوالے شیر پلنگ اور خوک یعنی سور کا جنم پاتے ہیں۔ منو $\frac{۱۲}{۴۳}$

بقول آریوں کے اگر شودر وغیرہ جنم سے نہیں بلکہ کرم سے ہوتا، تو گھوڑے ہاتھی وغیرہ کو ذلیل نہ رکھا جاتا کیونکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شودر اور گھوڑا وغیرہ کے جنم پانے والے گناہوں کی نوعیت ایک ہی ہے۔ نوعیت میں سرمو فرق نہیں، اگر شودر جو متوسط درجہ کے تموگنی ہونے کے باعث شودر کے قالب میں ڈالا گیا ہے اسی طرح سے گھوڑا جو متوسط درجہ کے تموگنی ہونے کے باعث گھوڑے کے جون میں ڈالا گیا ہے۔ دونوں کی نوعیت گناہ میں سرمو فرق نہیں ہے، تو پھر کیا وجہ کہ آریہ شودر کو تو شدھ کرکے چھتری وغیرہ بنالیں اور گھوڑے گدھے کو شدھ کرکے انسان نہ بنا سکیں علاوہ بریں آریوں کا یہ دعویٰ کہ برن یعنی ذاتوں کی تقسیم افعال سے ہے جنم سے نہیں یعنی ایک انسان اگر برہمن کے گھر میں پیدا ہو کر برے کام کرے تو وہ آریوں کے نزدیک برہمن نہیں رہے گا مگر پنڈت دیانند اور منوجی کا یہ عقیدہ نہیں تھا، منوجی اور دیانندجی کہتے ہیں، کہ تموگنی ہونے کا نتیجہ آئندہ جنم میں گھوڑا اور شودر وغیرہ کا بننا ہر گھوڑے کے ساتھ مشابہت اس امر کو نہایت توضیح اور تصریح سے بیان کرتی ہے کہ ذات جنم سے ہے کرم اور افعال سے ہرگز نہیں۔ کیونکہ گھوڑا اور شودر بقول پنڈت دیانندجی کے دونو کا گناہ یکساں ہے، تو ہم ایک گھوڑے کو کبھی بھی گائے یا بھینس کہنے کو تیار نہیں۔ خواہ وہ دودھ بھی دیتی ہو ہم ایک اونٹ کو کبھی بھی بیل کہنے کے لئے تیار نہیں ہونگے خواہ وہ بیل کی طرح ہل میں بھی جوتا جاتا ہو پھر جب ہم اونٹ کو بیل گھوڑی کو بھینس نہیں کہہ سکتے تو پھر شودر کیسے برہمن سمجھا جا سکتا ہے جبکہ بقول دیانند صاحب دونو کا یعنی گھوڑے اور شودر کا گناہ یکساں اور دونو ہی متوسط درجہ کے تموگنی ہونے کے لحاظ سے ایک شودر اور دوسرا گھوڑا بن گیا۔

اب غور فرمائیے۔ شراب نوش اور بدچلن اور موذی ہونا یہ بھی پہلی زندگی (یا اعمال سابقہ) کا ہی نتیجہ ہے اب جبکہ صورت حال یہ ہے، تو آریہ سماجی دوستوں کا پلیٹ فارموں پر کھڑے ہو ہو کر یہ شور مچانا کہ بدچلنی اور زناکاری کو ترک کر دو یہ کس طرح زیبا ہے، کیونکہ خود ایشور نے انہیں ان کے اعمال سابقہ کی وجہ سے شراب نوش بدچلن اور موذی بنا دیا۔ اب کون ہے جو ایشور کے حکم کو روک سکے؟ اندریں حال آریہ لوگوں کا انہیں شراب نوشی اور بدچلنی وغیرہ سے باز رکھنا یہ ایشور کے حکم کی صریح مخالفت ہے اور ایشور کے حکم کی مخالفت کرنے والے کیلئے جو سزا دیانند صاحب اور منوجی تجویز فرماتے ہیں وہ بھی آریوں سے پوشیدہ نہیں ہوگی۔

اور پھر جبکہ افضل تموگنی ہونے کے باعث ایشور نے بقول دیانند صاحب کے ایک شخص کو بدچلنی اور شراب نوشی کیلئے مجبور کر دیا تو پھر اس قسم کی بدچلنی اور شراب نوشی بھی ضرور آئندہ جنم میں اپنا اثر دکھلائے گی اندریں حال آریہ دھرم میں نجات مشکل ہے کیونکہ شراب نوشی اور بدچلنی ان کے گناہوں کا کفارہ نہیں بلکہ زیادتی کا موجب ہے۔

اب حیرانی در حیرانی یہ ہے کہ اول درجہ کے زناکار اور شراب نوش کو شودروں پر ترجیح دی ہے کیونکہ شراب نوش اور زناکار تو افضل درجہ کے تموگنی ہیں۔ اور شودر متوسط درجہ کے تموگنی ہیں، بہرحال بقول دیانند صاحب اور منوجی کے شودروں سے شراب نوش اور زناکار افضل ہے تو جس صورت میں ایک شودر افضل درجہ کے تموگنی ہی نہیں ہو سکتا، فرمائیے وہ برہمن اور چھتری ہو کر مہاتما کیسے بن سکتا ہے، اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے۔

ب اور ج دو شخص ہیں، دونوں سے یکساں قسم کا گناہ سرزد ہوا۔ دونو متوسط درجہ کے تموگنی ہونے کے باعث ب تو شودر کے جسم میں گیا۔ اور ج گھوڑا بن گیا۔ اب گناہ دونوں نے یکساں کئے ہیں تو اب ظاہر ہے کہ شودر یا گھوڑا جنم سے ہے کرم سے نہیں۔ اگر ایک گھوڑا کام نہ دے اور لیٹا رہے۔ بہرحال وہ گھوڑا ہے اگر ایک گھوڑی دودھ دے بہرحال وہ گھوڑی ہے، اگر ایک گھوڑا ہل میں جوتا جاوے بہرحال وہ گھوڑا ہے جب کسی گھوڑی کے دودھ دینے پر اور گھوڑے کے ہل جوتنے پر ہم بھینس یا بیل نہیں کہہ سکتے، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک انسان کو جسے بقول سوامی دیانند اور منوجی تموگنی ہونے کے باعث شودر تا میں ڈالا گیا ہے، ہم اسے برہمن یا کھتری کہنے لگ جائیں پھر آگے چلکر سوامی جی کہتے ہیں۔

چارنشچ، سپنر نشچ پرستا نیچو۔ دامبھا کا
کھیا نشچ پشاچا نیچ تاسی وشو تماگتو

ترجمہ: جو افضل تموگنی ہیں وہ مداح خواں اور جوگیت اور دوہا وغیرہ بنا کر لوگوں کی تعریف کرتے ہیں۔ خوبصورت پرند یا ریاکار آدمی یعنی اپنے سکھ کیلئے خود ستائی کرنیوالا راکشس یعنی موذی اور پشاچ یعنی بدچلن لوگ ہوتے ہیں۔ جو شراب وغیرہ کی عادت اختیار کرتے ہیں اور نملینار ہتے ہیں۔ یہ افضل تموگنی اعمال کا نتیجہ ہے (منو ۱۲ و ۴۲)

جھلا ملا نٹا شچو پرشا ششر برتیاہ
دلویت پان پرسکتا سچہ جگنھیاں اجی گیہ

مطلب: جو نیچ رجوگنی ہیں۔ وہ جھلا یعنی تلوار وغیرہ سے ہلاک کرنے والے یا کدال وغیرہ سے کھودنے والے ملاح یعنی کشتی کو چلانے والے۔ نٹ جو بانس وغیرہ پر چڑھنے اور اترنے والے اور کودنے کے کرتب کرتے ہیں ہتھیار بند ملازم اور شراب خوری کی عادت وغیرہ میں مبتلا ہوتے ایسے ایسے جنم پانا نیچ رجوگن کا نتیجہ ہوتا ہے (منو ۱۲ و ۴۵)

اب خیال فرمائیے کہ نٹ بن۔ شراب نوشی ہتھیار بند مزدور وغیرہ بھی سوامی جی نے جنم سے مقرر کئے ہیں اب حیرانی ہے کہ پھر...... یہ کہتے ہیں کہ یہ مزدور نٹ بھانڈ وغیرہ کا امتیاز جنم سے نہیں بلکہ افعال سے ہے تبھی تو انہوں نے شدھی کو جائز اور روا رکھا ہے کیونکہ آریہ لوگوں کے نزدیک اگر آج کوئی بھانڈ کا کام کرتا ہے اور کل ہی پرچارک بن گیا، تو پھر وہ بھانڈ سے برہمن ہو گیا، مگر سوامی دیانندجی اور منوجی فرماتے ہیں۔ کہ یہ بھانڈ وغیرہ کرم سے نہیں بلکہ جنم سے ہے، بتلائیے اب کون ہے جو ایشور کے حکم کو بدل دے، پھر لکھا ہے۔

راجانہ، چھتری، اشچیو، ارگیان چیو پردہتا
یاویدہ پردھانا سچھ.........

ترجمہ: جو متوسط درجہ کے رجوگنی ہوتے ہیں وہ راجہ کھشتری، ور نسچہ (اہل سیف میں سے) راجاؤں کے پروہت حجت باز اور مقدمہ بازی کرنے والے سفیر وکیل بیرسٹر محکمہ جنگی کے افسر کا جنم پاتے ہیں (منو ۱۲ و ۴۶)

اسجگہ سوامی دیانند نے معمولی حجت باز آدمی کو راجہ سے تشبیہ دی ہے کیا راجہ اور حجت باز کبھی برابر ہو سکتے ہیں ہرگز ہرگز نہیں، کیا ویدک انصاف یہی ہے کہ حجت باز اور راجہ برابر اور مساوی ہوں اور دریں حال اگر کوئی آریہ دوست

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انقرہ یا انگورہ

جدید ترکی کا پایۂ تخت اور اس کا محل وقوع

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے تازہ نمبر میں ترکی حکومت کے نئے پایۂ تخت کے دلچسپ حالات شائع ہوئے ہیں، ان کی تلخیص درج ذیل ہے:-

فوجی اسباب کی بنا پر پایۂ تخت کو ایشیا میں منتقل کرنے کا خیال مصطفیٰ کمال پاشا کو پہلے ہی تھا۔ جرمن فوجی مشن کے افسر اعلیٰ وان ڈر گولٹز پاشا نے بھی پہلے ہی یہ تجویز پیش کی تھی، مصطفیٰ کمال پاشا ایک بالکل جدید مملکت قائم کر رہے تھے، اور وہ اسے قدیم دارالسلطنت کی کشمکش سے محفوظ رکھنا چاہتے تھے، جو اگرچہ بلا شبہ ایک عظیم الشان شہر تھا۔ لیکن صوبوں پر اخراجات کا غیر معمولی بار ڈالنے کے علاوہ بحر ایجین کے یورپی ساحلوں کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اس کی حالت خود بھی حد درجہ غیر مستقل ہو گئی تھی، ایشیائی ترکی میں دو شہر اپنی تاریخی روایات کے لحاظ سے پایۂ تخت بنائے جانے کے مستحق تھے۔ انقرہ جو حاشیہ کا قدیم دارالحکومت تھا اور اس قلیل العمر ترکی "جمہوریہ" کا پایۂ تخت بھی رہ چکا تھا، جو سلطان مراد اول کے عہد میں تھوڑے دنوں کیلئے قائم کی گئی تھی، دوسرا شہر قونیہ سلجوقی ترکوں کا دارالسلطنت رہ چکا تھا۔ غازی موصوف نے اولین قومی حکومت کے گہوارہ کو چھوڑنا پسند نہیں کیا اور انقرہ کو منتخب کیا، اور اس وقت شہر کی آبادی چالیس ہزار باشندوں پر مشتمل تھی، جن کا تمدن پست اور جن کی ظاہری حالت نہایت ردّی تھی۔

۲۷ر دسمبر ۱۹۱۹ء کو مصطفیٰ کمال پاشا نے انقرہ کو مستقل طور پر اپنا مستقر بنا لیا، ان کی یہ جدید اور مستقل قیامگاہ بذریعہ ریل باسفورس سے ملی ہوئی تھی جس سے فائدہ یہ ہوا۔ کہ دارالنائبین کے انتخاب کی نگرانی آسان ہو گئی، جب ڈاکٹر رضا نور کی تحریک پر اس مجلس نے خود اپنی برخاستگی کی تجویز منظور کر لی۔ (۱۸ مارچ ۱۹۲۰ء) تو مصطفیٰ کمال نے جنہوں نے پہلے مجلس مذکورہ کو انقرہ میں لانے کی کوشش کی تھی، فوراً ہی اناطولیہ میں مجلس ملی کبیر کے انتخاب کا کام شروع کر دیا، اس مجلس نے ۲۳ر اپریل اور ۵ر مئی ۱۹۲۰ء کو انقرہ میں اپنا اجلاس کیا، اور یہ شہر اس مجلس کا دارالحکومت بن گیا، سرکاری عہدہ داروں اور نائبوں کی ایک بڑی تعداد نے جس میں سے بہتیرے قسطنطنیہ سے بھاگ کر آئے تھے، یہاں پہنچکر مستقل طور پر بود و باش اختیار کر لی۔ اخباروں کے ذریعہ عوام کو تیار کرنے کے بعد ۱۳ر اکتوبر ۱۹۲۳ء کو مصطفیٰ کمال پاشا نے مجلس ملی سے یہ تجویز منظور کرا لی کہ انقرہ انتظامی پایۂ تخت قرار دیا جائے اس قانون کی رو سے پایۂ تخت قسطنطنیہ سے انقرہ کو منتقل ہو گیا، مصطفیٰ کمال پاشا نے عمداً قانون کے متن میں لفظ پایۂ تخت نہیں آنے دیا۔

استنبول کی طرح انقرہ میں بھی ولایت انقرہ کے والی کے علاوہ ایک عامل مقرر کیا گیا، اور اس کے بعد شہر کی توسیع اور تزئین میں سرگرمی دکھائی گئی، اس میں ہر طرح کی دقتوں اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا، زمین اتنی پُر شور تھی کہ درخت اُگتے ہی نہ تھے، اور جہاں زمین کھود کر درست کی جاتی تھی، وہاں بارش کے بعد نمک سطح پر آجاتا تھا۔ دلدلوں کو خشک کرنے کی ضرورت تھی، کیونکہ ان سے ملیریا پھیلتا تھا۔ شہر جس قطعہ میں واقع تھا وہ تقریباً ریگستان ہی تھا، گرد اتنی زیادہ تھی، کہ اسے دور کرنا محال معلوم ہوتا تھا۔ لیکن یہ تمام دشواریاں رفتہ رفتہ دور ہوتی گئیں اور چند دنوں کے بعد چوڑی چوڑی سڑکیں تیار ہو گئیں، جن کے حاشیہ پر عمارتیں اور درخت قائم ہو گئے۔ باغات لگائے گئے، جن میں مجلس ملی کبیر کا باغ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ دلدل خشک کر دے گئے، اور شہر کو ایام گذشتہ کی وبا سے پناہ مل گئی، جس مقام پر یہ دلدل تھے، وہاں عنقریب گھوڑ دوڑ کے میدان باغات اور مزدور پیشہ لوگوں کے مکانات بننے والے ہیں، صاف، ستھرے اور آرام دہ ہوٹل تعمیر ہو گئے ہیں، شہر اور مضافات، شہر میں بجلی، اور گیس کی روشنی کا انتظام ہو گیا ہے، رومن حکومت کے زمانہ میں پانی کا انتظام جن نہروں کے ذریعہ تھا، وہ اب مسمار ہو گئی ہیں، ۱۸۹۰ء کے بعد سے نئی سنگی کے ذریعہ پانی لایا جاتا تھا، لیکن اب بڑے بڑے حوض تعمیر کر دئے گئے ہیں جن میں پانی جمع رہتا ہے اور انہی حوضوں سے تمام شہر میں تقسیم ہوتا ہے؟

۱۹۲۵ء میں انقرہ کے قدیم شہر سے متصل جدید شہر کی بنیاد ڈالی گئی، اور ۱۹۸ مکانات تعمیر ہوئے، اسی سال ادارۂ ہلال احمر اور مدرسۂ قانون قائم کئے گئے۔ ۱۹۲۶ء میں ان عمارتوں کی تکمیل ہوئی، جو پچھلے سال شروع کی گئی تھیں، ان کے علاوہ چند قومی عمارتیں، مثلاً مجلس ملیہ عظمیٰ کی عمارت، وزارت مالیات کی عمارت، اور مختلف دفاتر کی عمارتیں تیار کی گئیں، ۱۴ مکانات جدید شہر میں اور ۲۰۲ قدیم شہر میں بھی بنائے گئے۔ ۱۹۲۷ء میں ۳۶۷ مکانات تعمیر ہوئے، ۱۹۲۸ء میں جانسن نامی ایک جرمن ماہر تعمیرات کی تجویز اور نقشہ کے مطابق ۲۴۶ مکانات تعمیر ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں صرف ۷۰ مکانات بنے، لیکن ۱۹۳۰ء کی تعداد ۲۰۳، ۱۹۳۱ء کی ۲۷۵ اور ۱۹۳۲ء کی ۱۵۱ تھی، ۲۹ر دسمبر ۱۹۳۲ء کو مجلس ملی کبیر نے ایک قانون پاس کر کے تعمیرات شہر کی ایک عظیم الشان تجویز پیش کی جس کے مطابق جدید شہر کے جنوب میں سرکاری عمارتیں بنائی جائیں گی، اس میں مجلس ملی کیلئے بھی ایک نئی عمارت ہوگی، اس وقت تک باضابطہ طور پر دو ہزار مکان بن چکے ہیں، ان کے علاوہ مزدوروں اور کاریگروں نے مضافات میں اپنے لئے جو مکانات بلا اجازت بنا لئے ہیں، ان کی تعداد پانچسو ہے، لیکن مزدوروں اور کاریگروں کے یہ مکانات اس وقت گرا دئے جائینگے جب سرکاری طور پر ان کیلئے عمارتیں بن جائیں گی۔ چالیس سے زیادہ سرکاری اور قومی عمارتیں تیار ہو چکی ہیں، تقریباً تمام وزراء اپنی مستقل قیامگاہ میں رہتے ہیں، ہسپتال اور مدرسے بھی بن گئے، جن میں لڑکیوں کا وہ مدرسہ جو عصمت پاشا کے نام سے منسوب ہے سب سے زیادہ نفیس اور خوبصورت ہے۔ متعدد عظیم الشان عمارتیں، فوجی اداروں اور بینکوں کے لئے تیار ہو گئی ہیں، نسلیات کا ایک عجائب خانہ بھی قائم کیا گیا ہے جسمیں ترکی نسل کے متعلق مختلف مقامات کے آثار قدیم جمع کئے گئے ہیں، شہر کے مختلف حصوں میں نمایاں جگہوں پر غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے مجسمے بھی نصب ہیں۔ دس سال کی مدت میں انقرہ کی آبادی دو چند سے زیادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو گئی ہے۔ اور اس وقت اس کے باشندوں کا شمار پچاسی ہزار ہے، امید کی جاتی ہے کہ مضافات کے دیہاتی رقبے بھی جب شہر میں داخل کر لئے جائیں گے تو آبادی بہت زیادہ بڑھ جائے گی، تاہم یہ شہر فی الحال زیادہ تر سرکاری عہدہ داروں ہی کا شہر ہے، اس کے اکثر باشندے استنبول سے اپنا تعلق باقی رکھے ہوئے ہیں اور گرمی کا موسم وہیں گزارتے ہیں، خود مصطفٰے کمال پاشا بھی گرمیوں میں استنبول یا ایک دوسرے مقام یالوا کو چلے جاتے ہیں، دوسری حکومتوں کے سفراء نے بھی انقرہ میں بود و باش اختیار کر لی ہے۔ لیکن وہ بھی کبھی استنبول میں رہتے ہیں، اور کبھی انقرہ میں۔ انقرہ کے باشندوں کی ایک جماعت جو محبان انقرہ کے نام سے مشہور ہے۔ کوشش کر رہی ہے کہ گرمی کے موسم میں بھی لوگ انقرہ ہی میں قیام کریں۔ (معارف)

آک کے فوائد

(لیکھک شری سوامی جیت پوری جی مہاراج)

آک ہندوستان کی نہایت ہی گھنی پیداوار ہے اور قریباً قریباً یہ تمام ہندوستان میں پایا جاتا ہے کیونکہ سخت گرم ہوا اور کڑاکتی دھوپ اس کو موافق ہے گو مغرب کی یہ پیداوار نہیں ہے، مگر مغربی لوگ فائدہ تو اٹھا رہے ہیں۔ ہر جگہ ریشم کی مانند اس کا کپڑا بنا ہوا آپ کو نظر آئے گا۔ بھارت ورش کی بہت سی پیداوار کو بھارتی لوگ معمولی سی اشیاء سمجھ کر پاؤں کے تلے روند ڈالتے ہیں اور اس کو جڑ سے اکھیڑ کر برباد کرنے پر تلے رہتے ہیں ان میں سے ایک آک کا پودا بھی ہے۔ کھیتوں سے بیچارے کو اکھاڑ کر پھینکا جاتا ہے، جہاں کچھ اکٹھے پیدا ہو جائیں یا بیچارا کسی پرانے کھنڈرات میں پیدا ہو جائے، وہاں یہ ہی منحوس سمجھا جاتا ہے، ان معمولی جڑیوں کی قدر ہم پھر بھی نہیں کرتے۔ جبکہ یہ ہمارے لئے امرت ثابت ہوں۔ ایشور نے جہاں منش شریر میں کسی چیز کی کمی دیکھی۔ فوراً وہاں کوئی سہارا لگا دیا، جہاں کوئی دشمن دیکھا، فوراً حفاظت کر دی جس ملک میں جس بیماری کے پیدا ہونے کا امکان ہو، وہاں فوراً ہی اس کے دفع کرنے کے لئے جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں، کشمیر کے پانی میں کینچوے بہت ہیں۔ تو افسنتین بھی وہاں ہی موجود ہے، جس کا جوہر سنٹونین کہلاتا ہے، اور وہی اس بیماری کا علاج ہے۔ پورب دیش میں وایو روگ بہت ہوتے ہیں۔ تو وہاں ہی نیم، کچلہ وغیرہ زیادہ تعداد میں پیدا کیا۔ اسی طرح کم وبیش اس آک کے پودے کی ضرورت سارے دیش میں ہی رہتی ہے۔ اس سے کون سے فائدے ہیں۔ ان کے لکھنے کے لئے تو بہت سا وقت چاہیئے مگر میں ان میں سے چند ایک جو میرے تجربہ میں آ چکے ہیں لکھتا ہوں۔ جنگل میں پھرنے والے فقیروں، سنیاسیوں کے لئے یہ اکسیر سے کم نہیں اور وہ کم وبیش ہر ایک بیماری کا علاج اس سے کرتے ہیں اور ہزارہا لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

آک کی پیدائش

قریباً تمام ہندوستان میں پایا جاتا ہے گرم خشک ہوا بہت بھاتی ہے، مرطوب ہوا نہیں بھاتی۔ اس لئے ہمالیہ کی ترائی اور پہاڑوں پر نہیں ہوتا، آسام کی طرف یا مونگ کے علاقے میں جہاں بارش کی زیادتی ہوتی ہے نہیں ہوتا چیت کے مہینے سے لے کر اساڑھ تک اس کی جوانی کے دن ہیں۔ کڑکتی دھوپ میں خوب پھولتا پھلتا ہے اس کا پودا تین فٹ سے لے کر پانچ فٹ تک عام طور پر دیکھا گیا ہے، ریگستان میں جودھ پور ریلوے پر باڑمیر اور چھور کے درمیان تو پندرہ فٹ سے بھی زیادہ کے پودے موجود ہیں۔ اور جن کے تنے کافی موٹے ہو کر درخت کی شکل اختیار کئے ہوئے ہیں۔ بارش اور سردی میں یہ عجیب پودا تباہ ہو جاتا ہے۔ آک چار قسم کا ہوتا ہے۔ اس کی پہچان پھولوں اور پتوں سے ہوتی ہے۔ پھولوں کا رنگ سفید، نیلا، بینگنی، پیلا، پتے چوڑے، نکیلے، چھوٹے وغیرہ وغیرہ۔ بعض چھوٹے قد کے پودے کو اکوہی بھی کہتے ہیں۔ اور اسکی شکل و شباہت بھی دوسری قسم کی ہوتی ہے اور ان کا شکل میں فرق ہونا آب و ہوا پر بھی منحصر ہے، عام طور پر دو ہی قسم کا آک مشہور ہے، ایک تو عام طور پر پنجاب میں پایا جاتا ہے۔ اس کا قد درمیانی، پھول نیلا یا بینگنی رنگ کا ہوتا ہے۔ اور دوسرا سفید جو بہار و بنگال میں عام طور پر گنگا کے کنارے ملتا ہے۔ اس کا قد دس فٹ تک لمبا اور بہت جگہ گھیرے ہوئے اور پھول سفید ہوتا ہے اور پھول سے چنبیلی جیسی خوشبو آتی ہے اس لئے بہار پرانت کے امیر لوگ اسے اپنے باغوں میں شوق سے لگاتے ہیں۔ یہ کس کس کام آتے ہیں؟ وہ بھی سن لیجئے۔ میں تو روزانہ اس نعمت بے بہا کو استعمال کرتا ہوں۔

تیل برائے درد جوڑ ہر قسم

آک کی جڑ، کیکر کے پتے و پھول، شیشم کے پھل، بڑ کی داڑھی، نیلا دھاد ہر ایک نیم پاؤ کو کچل کر تین سیر پانی میں آگ پر چڑھاؤ، اور پکاؤ، جب پانی ایک سیر رہ جائے تو پانی چھان کر الگ کرو، اس میں دو سیر تل سیاہ کا تیل، یا روغن بید انجیر ملا کر چولھے پر چڑھاؤ، اور نرم آنچ پر پکاؤ، اور اس میں گھونگچی سفید، سورنجان تلخ، کٹھ تلخ، بچھناگ سیاہ، کچلہ ہر ایک تولہ تولہ ملا دو، جب تمام پانی جل جاوے، اور تیل ہی تیل رہ جائے اور درمیانی اشیاء سرخ ہو جائیں تو تیل کو الگ کر کے مریض کے درد کے مقام پر مالش کی جاوے تمام رگیں کھل جاتی ہیں۔ مالش کے دوران میں نہانا منع ہے، غذا زود ہضم و سادی کھاویں اور گنٹھیا، فالج وغیرہ کو مفید ہے۔

کشتہ چاندی

برائے جریان و عام مردمی کمزوری برائے مزاج بلغمی

یک تولہ خالص چاندی لے کر اس کو شدھ کر لیں، آک سفید کی جڑ کا نگدہ یک پاؤ میں کپروٹی کر کے گجپٹ میں پھونک دیویں۔ خوراک نیم رتی سے یک رتی تک ہمراہ ملائی صبح یا ہمراہ شہد بلغمی مزاج کیلئے اکسیر ہے۔

امرت گولیاں

جو ہاضمہ اور پیٹ کی خرابی کا نہایت ہی اعلیٰ علاج ہیں

آک کی نرم اور نازک پتیاں ۱۲ عدد۔ آک کے سبز پھول ایک تولہ، فلفل سیاہ ایک تولہ، فلفل دراز ایک تولہ، سونٹھ ایک تولہ، ہینگ خالص ایک تولہ، سونچر نمک ایک تولہ، پوکھرمول ایک تولہ ان سب کو پیاز کے پانی یک پاؤ، لہسن کا پانی یک پاؤ، سہانجنہ کے پانی ایک پاؤ میں رگڑیں اور گولیاں برابر دانہ مٹر بنا دیں۔ یک گولی سے دو گولی تک کھاویں، پیٹ درد، نفخ، کمزوری معدہ، کمزوری انتڑیاں کیلئے نہایت مفید ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضیق النفس یا دمہ بلغمی

آک کی جڑ، نیم کے پتے، پھٹکنڈہ، برگ بانسہ ان کو ہموزن لیکر خشک کر کے جلاؤ، راکھ کو بیس گنا پانی میں گھول دو، اور بعد چوبیس گھنٹے کے پانی نتھار لو اور آگ پر چڑھا کر پانی خشک کر کے کھار حاصل کریں اور شیشی میں رکھیں، خوراک ⅛ رتی تا ½ رتی بہمراہ ملائی یا چون پراش صبح اکسیر ہے۔

پلیوریسی

پھیپھڑوں کی خرابی میں نہایت اعلیٰ ہے خشک دمہ میں مفید ہے

بُسد دو تولہ (یہ ایک سرخ رنگ کی سوراخدار اشیاء بازار سے ملتی ہے) کو آک کے دودھ سے ترکریں پھر بیس عدد آک کے پھل لیکر ان کے درمیان بُسد رکھیں اور کسی گلی کوزہ میں رکھکر بیس سیر گوبر جنگلی کی آگ دیویں، کشتہ سفید برآمد ہوگا، پیسکر رکھیں خوراک نیم رتی سے ایک رتی تک بہمراہ چون پراش اوپر سے عرق بانسہ دوآتشہ ۳ تولہ استعمال کریں۔ کوزہ میں جو راکھ بچ جاوے، اس کی خوراک نیم ماشہ شہد میں ملاکر بچوں کو چٹانا کالی کھانسی کو نہایت مفید ہے۔

کشتہ سم الفار سفید

برائے ادھرنگ گنٹھیا، درد ہر قسم، امراض بادی ریاحی بلغمی ہر قسم

آک کا دودھ پانچ تولہ، سم الفار سفید یک تولہ، دونوں کو کھرل کر کے ٹکیا بنالو، اور شلغم یا حرمل سبز کے پاؤ بھر نگدہ میں کپڑ وٹی کر کے ایک من اوپلا جنگلی کی آگ دی جاوے، کشتہ کو پیس کر رکھیں خوراک ⅛ رتی تا ¼ رتی بہمراہ ملائی یا مویز منقیٰ۔ پرہیز لال مرچ، کھٹائی، اچار، تیل کی اشیاء وغیرہ سے کریں۔

کشتہ بارہ سنگا

برائے عرق النسا سرین کی درد، ذات الجنب پہلو کی درد پرانی کھانسی امراض ریاحیہ

آک کا دودھ پانچ تولہ۔ برادہ شاخ بارہ سنگا دو تولہ ہیں میں کھرل کر کے ٹکیا بنادیں، اور نصف پاؤ آک کے پھولوں میں رکھکر گلحکمت کر کے دس پندرہ سیر کی آگ دیویں۔ کشتہ سپید برآمد ہوگا، خوراک ⅛ رتی تا ½ رتی بہمراہ مویز منقیٰ، ملائی، کھانڈ وغیرہ۔ ریح کے دردوں کو نہایت ہی مفید ہے۔

بواسیر بادی

آک کے درخت کو جڑ سے اکھیڑ کر تمام چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنالیویں۔ اور بیس گنا پانی میں ڈال کر رکھ دیویں، تین چار دن کے بعد اس پانی سے بعد فراغت پاخانہ آبدست کریں، چند دنوں میں مسّے ختم ہو جائیں گے، اگر دوران آبدست میں مسّے پھول کر تنگ کریں، تو ان کو اینٹ سے سینک پہنچاویں اور رات کو نرم حلوہ یا اُبلے ہوئے چاول باندھ دیویں، اس سے درد میں افاقہ ہو جائیگا۔ اور متواتر کئی دن آبدست کرنے سے مسّے بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔

کسی جگہ کانٹا لگ جاوے اور وہ بہت گہرا چلا گیا ہو تو اس جگہ آک کا دودھ لگادو، درد کو فوراً آرام ہو جاوے گا اور چند گھنٹے کے بعد کانٹا پھول کر باہر آجاوے گا۔ مگر یہ عمل بہت احتیاط سے ہونا چاہئے۔

آک کا زہر

آک کا دودھ، یا کچے پتے کھانے یا کسی گہرے زخم پر کافی دودھ نچوڑنے سے زہر چڑھ جاتا ہے، بیہوشی ہو جاتی ہے۔ آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں، سخت سر درد ہوتی ہے، ٹانگیں بھاری ہو جاتی ہیں، اکثر قے ہونے لگتی ہے علاج اس کا یہ ہے کہ بھکھڑا سبز گھوٹ کر پلاویں، یا زخم پر کوٹ کر باندھیں۔ چند منٹ میں آرام ہو جاویگا مجرب ہے۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۲)

کہ میرا خدا مجھے میرے گم شدہ تاج و تخت تک پہنچادے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسی جلاوطنی میں میری زندگی کا خاتمہ کردے، میں دونوں حالتوں میں خدا کی مشیت کا مطیع ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میں جس طرح تخت شاہی پر بیٹھ کر خدا کی اطاعت کر سکتا ہوں، اسی طرح یہاں اس گاؤں میں بھی اس کی خدمت کا حق بجا لا سکتا ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ خدا میرے ذریعہ جرمن قوم کے دلوں میں اپنا ایمان از سر نو زندہ کردے، کیونکہ میرا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک جلاوطن آدمی بھی وہ کچھ کر سکتا ہے جو ایک بادشاہ تخت شاہی پر بیٹھکر بھی نہیں کر سکتا۔ خدا کے مجھ پر بےحد و حساب احسانات ہیں۔

دنیا میں بہت کم لوگ ایسے گزرے ہیں جو اتنی بلندی سے گرے ہوں گے جتنی بلندی سے میں گر چکا ہوں مگر اس پر بھی بدقسمتی کا شاکی نہیں ہوں، میرے لئے اپنے پایۂ تخت میں شان و شوکت سے واپسی، اور اس حقیر گاؤں میں تنہائی کی موت، دونوں برابر ہیں۔ میں نے ہر حال میں خدا کی مشیت کے مطابق زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے، اور میں اپنی زندگی اس طرح گزاروں گا۔ کہ ساری دنیا کیلئے عبرت و نصیحت کی ایک زندہ مثال بن جاؤں میں تمام جہان پر ثابت کردوں گا کہ مصائب کے پہاڑ ایمان کی طاقت کو کچل نہیں سکتے۔

بزرگوں کے اقوال

(۱) جو پتھر دیوار کے قابل ہوتا ہے وہ راستہ میں نہیں پڑا رہتا۔

(۲) پانی جسم کو اور سچائی دل کو صاف کرتی ہے۔

(۳) محبت زندگی کا اصلی جوہر ہے۔ جس کے دل میں محبت نہیں وہ ایک لاش ہے۔

(۴) قسمت جس چیز کو حاصل نہیں کر سکتی محنت حاصل کر سکتی ہے۔

(۵) پڑھنے کے بعد اس پر غور نہ کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کھانا کھا کر ہضم نہ کرنا۔

(۶) پیدائش کے اعتبار سے ہر شخص برابر ہے، عمل کے اعتبار سے انسان بڑا یا چھوٹا ہوتا ہے۔

(۷) میں عورتوں کی محض اس لئے تعریف نہیں کرتا کہ کائنات میں سب سے زیادہ خوبصورت ہیں اور محض اس وجہ سے ان سے محبت نہیں کرتا کہ انسانی راحت کی اعلیٰ سرچشمہ ہیں۔ بلکہ میں اس لئے ان کی تعظیم کرتا ہوں کہ انسان کی انسانیت ان سے قائم ہے۔

(۸) ایک نیک انسان کیلئے صداقت بمنزلہ ماں کے ہے اور علم بمنزلہ باپ کے اور ایمان بھائی کا درجہ رکھتا ہے اس کے بعد سکون بیوی اور عفو فرزند ہے۔

(۹) اس نے زندگی کا کوئی سبق حاصل نہیں کیا جو دن میں کم از کم ایک مرتبہ کسی خوف کو مغلوب نہیں لیتا۔

(۱۰) یہ کہنا کہ انسان حالات سے بنتا ہے درست نہیں صحیح بات یہ ہے کہ انسان خود اپنے حالات تعمیر کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرہ آفاق ادویہ

اکسیر البدن (رجسٹرڈ) دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھکر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں، کیونکہ دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا بس اس اکسیر پر ختم ہے، ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچروپے (ﷲ) محصولڈاک علاوہ۔

ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب ایس اے ایس آئی ایم ڈی انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے ایک دوست نے میری سفارش پر آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن کا استعمال کیا اور انہیں اس اکسیر سے بیحد فائدہ ہوا ہے، جس کیلئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔"

بڑے بڑے لوگ توموتی سرمہ کو ہی ترجیح دیتے ہیں!

کیونکہ ضعف بصر، ککرے، جلن، پھولا، جالا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیابند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے، جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپیہ آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی رائے

جناب مولانا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، لیکن آپ کے موتی سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہوگئی، اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہوگئی ہے۔ اس پر میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدول آپ کے تقاضا کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کے واسطے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں۔"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں، سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر، یوہمبین وغیرہ۔ اسکے فوائد کے کیا کہنے، ایک ہی لاثانی دوا ہے اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونکدی ہے مفصلہ ذیل نئی و پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف باہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، دل کی دھڑکن، سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیرا آنا، بیچینی، سستی، اداسی، ذرا سے کام سے دل کا کانپنا، جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے، لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک صرف بیس روپے (عـہ) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی، ایک مریض کو جنکی عمر ۴۵ سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور جسکو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی، استعمال کرائی گئی، دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی، یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہوگئی، جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"

اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی، آپ ایکمرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے، گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے سفر میں اس کی ایک شیشی آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے، اس کے ایک قطرے کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے، سر کے درد، پسلی کے درد، گنٹھیا کے درد، عرق النسا کے درد، معدہ کے درد، جگر کے درد، غرضیکہ جملہ قسموں کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے ناسور، جلے ہوئے آبلوں، تلی، بخار، ہیضہ، بدہضمی کیلئے اکسیر، قصہ کوتاہ! قریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔

تریاق اعظم کے ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب مدیر آبزرویٹری آگرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

— تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے تریاق اعظم نامی دوا آپ سے منگوائی — میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے۔ یہ تریاق اعظم ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ہونا ضروری ہے، میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی - اور ایسی مثالیں بے شمار ہیں، جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی، آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کرکے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے، اگر اسے "زندگی کا بیمہ" کہا جائے تو بجا ہے، ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیجکر مشکریہ کا موقعہ دیں گے

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے، اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے، جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو، ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو، زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے قیمت صرف تین روپے ۳ھ محصول ڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے، انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے، اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے، صرف ایک روپیہ محصول ڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے، مفرح دل اور مقوی دماغ، جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل کا دھڑکنا، سر چکراتا، آنکھوں میں اندھیرا آتا، اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بیچینی، گھبراہٹ، سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو، جسم میں سخت کمزوری ہو، اس کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے، اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا - ایک ماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے، قیمت پانچروپے، محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باد گولہ پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، جی کا متلانا، قے، جگر و تلی کا بڑھ جانا، سر چکرانا، کرم شکم، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ کیلئے تیر بہدف ہے، دودھ، گھی، مکھن، بالائی، انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت دینے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بینظیر چیز ہے، قیمت صرف دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ، اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں، ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایکدن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اسقدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے، یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایکروز بھی کھل کر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں، گویا معدہ کی جھاڑو ہیں، ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایکسو گولی کی قیمت دو روپے، محصول ڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے، علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلادینگی۔ قیمت یکصد گولی دو روپے (عمار) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے، سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے، دل اکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے، ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے، اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی - تو بھی تھوڑی تھی، مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اسکی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے، محصول ڈاک علاوہ

بیس سالہ احتلام، جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خان صاحب مگھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی، اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ ۲۰ سال کے امراض احتلام جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی، اللہ تعالیٰ اس ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو، تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بیچینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے لگ جاتا ہے ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جسکی بو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان، اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے، اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے قیمت ایک روپیہ چار آنہ (عہ) محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:- منیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنیوالوں سے بجائے ۶ہ کے صرف دو روپے آٹھ آنے

موتی کوڑیوں کے مول

ان آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنیوالوں سے بجائے ۶ہ کے صرف دو روپے آٹھ آنے

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیؤ (۵) مورتی پوجا (۶) ستک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مُردے کا جلانا (۱۰) دیجہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے، شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک جی کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے، کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل وجان سے موید تھے مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا نانک صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے، پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل ومبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے، جس میں ثابت کیا گیا ہے، کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے، اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا، اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے، کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بےنظیر کتاب ہے، قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ/۱۲) محصولڈاک علاوہ۔

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں، سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا، سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل میں سینہ سپر ہوئے یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا، کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا، تاکہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں، قیمت صرف ۵ر، محصولڈاک علاوہ

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب "اخبار نور" کا وہ لیکچر ہے، جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا، اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا، یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا، کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے، سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے، جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا، جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سُنا، اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے، اس رسالہ میں ازروئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بےنظیر تحفہ، قیمت صرف آٹھ آنے، محصولڈاک علاوہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر، آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر چھپا کیا گیا ہے، اسلئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے، اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ، گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں اور آجتک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے، قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے، محصولڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھکڑ چلا تھا، اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کے روکنے کیلئے بہترین ثابت ہوئی تھی، اسکی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسلم آوٹ لک، زمیندار، اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ آج تک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں، یہ ان سب پر فائق ہے، مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی اسکا ترجمہ کیا اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے، پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے، کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ ہے، قیمت غیر مجلد ۶ر جو تقریباً اصل لاگت ہے۔ ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو، اس لئے اس کی قیمت قریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ایک آنہ - گورو کی بانی گورمکھی میں ایک آنہ - یہ آٹھ کتب کا سٹ جسکی قیمت ۶ہ ہوتی ہے اکٹھا خریدنے والوں سے صرف دو روپیہ آٹھ آنہ - محصولڈاک علاوہ -

ملنے کا پتہ :- منیجر اخبار نور، نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور